جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ کہ درین زمان سعادت اقتران رسالۂ نافعہ مملوء براہین ساطعہ و دلائل قاطعہ

در جواب رسالہ ہائے ستارہ محمدی و شہاب ثاقب المسمی بہ

آفتاب محمدی

۱۳۰۰ھ

اڈیٹر اخبار آفتاب پنجاب لاہور - از تصانیف عالم معقول و منقول

حسب فرمایش صاحب دانش و تمیز میاں عبد العزیز صاحب لاہوری

باہتمام میاں محمد دتو صاحب مالک و مہتمم -

مطبع محمدی لاہور میں چھپا ۱۳۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی قد کرم بنی ادم علے جمیع الاشیاء والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی افضل الرسل وخاتم الانبیاء وعلی الہ واصحابہ الذین بذلوا جہدہم لاصلاح الاطغیاء وعلی تابعیہم وتبع تابعیہم خصوصًا ائمۃ المجتہدین والمحدثین والفقہاء۔ اما بعد بندہ درگاہ رب الصمد فقیر محمد چتنوی اپنے مسلمان بہائیون کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ کچہہ عرصہ ہوا ہے کہ مولوی غلام قادر و مولوی بغدادی صاحب نے فرقہ وہابیہ کی زباندرازی و سوء ادبی سے جو بحق بزرگان دین خصوصًا امام ائمۃ المجتہدین ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کر رہے ہین تنگ آکر اور اس شعر پر عمل کرکے

ع ظلم ہے احمقون کی منہ زوری :: تنگ یہہ بے لگام کرتے ہین۔

بمقام سیالکوٹ ایک مجمع عام مین جسمین پنجاب کے وہابیون کے اکثر بڑے بڑے سرگروہ معہ اپنے کتب خانون و شاگرد پیشہ کے موجود تہے بطور نمونہ دو تین مقام اون بے ادبیون مین سے جو مولوی محمد اسمعیل صاحب امام فرقہ وہابیہ نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان مین کل انبیائے عظام خصوصًا افضل البشر سید الرسل خاتم الانبیاء محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین پیش کرکے قرآن وحدیث سے مؤلف کتاب مذکور کا کفر ثابت کیا اور مخاطبین کو اس امر پر مجبور کیا کہ یا تو اپنے فرقہ کے پیشوا کی تقلید کو ترک کرکے وہ مسلک اختیار کرین جو خیر القرون سے لیکر تیرہوین صدی تک سلف و خلف اہل سنت وجماعت کا جو مذاہب اربعہ مین منحصر ہین قرن بعد قرن چلا آتا ہے جسکی حقیت اور خلاف ورزی مین حسب ذیل آیات و احادیث تاکیدًا و وعیدًا وارد ہین۔

پہلی آیت سورۂ نساء مین ہے ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا یعنے جو کوئی پیروی کرے غیر راستہ مومنون کی متوجہ کرینگے ہم اوسکو جدہر متوجہ ہوا ہے اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ مین اور بری ہی جگہہ پہر جانیکی

دوسری آیت سورہ آل عمران مین ہے ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءہم البینٰت واولٰئک لہم عذاب عظیم ورمت ہو مانند اون لوگون کی کہ متفرق ہوئے اور اختلاف کیا پیچہے اسکے کہ آئین اونکے پاس دلیلین اور یہہ لوگ واسطے اون کے عذاب ہے بڑا۔ فتح الرحمن مین شاہ ولی اللہ صاحب محدث نے اس آیت کے نیچے لکہا ہے یعنے تفرق در اصول دین حرام ست کہ جمعی معتزلی باشند وجمعی شیعہ وعلی ہذا القیاس انتہی۔

پہلی حدیث عن ابن عمر قال رسول اللہ ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی۔ یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق اللہ نہ جمع کرے گا میری امت کو اوپر گمراہی کے اور ہاتہہ خدا کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص اکیلا ہو گیا جماعت سے دہکیلا گیا دوزخ مین۔ دوسری حدیث عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجۃ یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ پیروی کرو جماعت بڑی کی پس تحقیق جو شخص جماعت سے اکیلا ہو گیا دہکیلا گیا دوزخ مین۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس حدیث کے نیچے لکہا ہے۔ ومراد حث وترغیب ست بر اتباع آنچہ اکثر علماء در ان جانب اند انتہی اور مجمع البحار مین شیخ محمد طاہر نے تحریر کیا ہے انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوہم فیہ فانہ ہو الحق وما عداہ الباطل انتہی تیسری حدیث عن معاذ بن جبل قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ رواہ احمد یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق شیطان آدمی کا بہیڑیا ہے مثل بہیڑیے بکری کے جو پکڑتا ہے گلہ مین سے نکلی ہوئی بکری اور پیچہے رہی ہوئی اور کنارہ کنارہ چلنے والی بکری کو اور بچو تم مختلف راستہ

پہاڑون سے اور لازم پکڑو اسے او پر پیروی جماعت کثیرہ کی۔ شیخ عبد الحق نے اسکے
نیچے لکہا ہے۔ اشارت است بآنکہ معتبر اتباع اکثر جمہور است چہ اتفاق کل در ہمہ احکام
واقع بلکہ ممکن نیست انتہی۔ **چوتہی حدیث** عن ابی ذر قال رسول اللہ
من فارق الجماعۃ شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ رواہ احمد وابو داؤد
یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ جو جدا ہو گیا جماعت مسلمانون سے ایک بالشت پس تحقیق
اوسنے اوتار ا ربقہ اسلام کا اپنی گردن سے۔ **پانچوین حدیث** عن ابی مالک الاشعری
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اجارکم من ثلث خلال ان لا یدعوا
علیکم نبیکم فتہلکوا جمیعا وان لا یظہر اہل الباطل علی الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالۃ
یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق خدا تعالی نے پناہ دی تمکو تین خصلت سے ایک یہہ کہ تم
پر تمہارا پیغمبر بد دعا نکرے کہ تم سب کے سب مر جاؤ دوسرے یہہ کہ غالب نہ آوین اہل باطل اہل
حق پر۔ تیسرے جمع نہو گے تم گمراہی پر۔ شیخ عبد الحق نے اس حدیث کے نیچے لکہا ہے واین
دلیل است بر آنکہ اجماع حجت است کہ عبارت است از اتفاق علماء ہر عصر بر حکمی شرعی
ومراد بعلما مجتہدانند انتہی۔ **چھٹی حدیث** عن عمرو بن قیس قال رسول اللہ ان اللہ وعدنی
فی امتی واجارہم من ثلث لا یعمہم بسنۃ ولا یستاصلہم عدو ولا
یجمعہم علی ضلالۃ رواہ دارمی یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق اللہ نے وعدہ کیا
مجہسے میری امت کے حق مین اور پناہ دی اونکو تین باتون سے ایک یہہ کہ ہلاک نکریگا سب کو
عام قحط سے دوم یہہ بار نہ کر سکینگے اونکو دشمن سوم متفق نہونگے گمراہی پر
ساتوین حدیث عن ابن عباس قال رسول اللہ من فارق الجماعۃ فمات
مات میتۃ جاہلیۃ رواہ البخاری یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ جو جماعت کو چھوڑیگا اور مر جائیگا
تو اوسکی موت بطور کفر ہے **آٹھوین حدیث** عن الحارث الاشعری قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم امرکم بخمس بالجماعۃ والسمع والطاعۃ والہجرۃ والجہاد فی
سبیل اللہ وانہ من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام عن عنقہ
رواہ احمد والترمذی یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ حکم کرتا ہون مین تمکو پانچ باتون

کا جماعت کی پیروی اور سننا و قبول کرنا کلمہ حق کا امرا و علما سے اور جہاد کرنا خدا کے راستہ مین اور تحقیق جو شخص نکلا جماعت سے ایک بالشت بھر پس تحقیق اوتارا قلادہ اسلام کا اپنی گردن سے۔ نوین حدیث عن ابن عمر بن الخطاب قال رسول اللہ من سرہ ان یسکن بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ یعنے فرمایا رسول خدا نے جو شخص پسند کرتا ہے اسبات کو کہ آباد کیا جاوے میانہ بہشت مین پس اوسپر لازم ہے پیروی جماعت کی کیونکہ شیطان ساتھہ اکیلے کے ہے۔

دسوین حدیث عن ابی بصرۃ قال رسول اللہ سألت ربی ان لا یجمع امتی علی ضلالۃ فاعطانیہا رواہ الطبرانی یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ سوال کیا مینے اپنے رب سے کہ نہ جمع ہو امت میری گمراہی پر پس اوسنے عطا کیا مجکو گیارہوین حدیث عن ابن عمر قال رسول اللہ ان اللہ لا یجمع ہذہ الامۃ علی الضلالۃ ابدا وان ید اللہ مع الجماعۃ فاتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابو نعیم والحاکم یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ تحقیق اللہ نہ جمع کریگا اس امت کو گمراہی پر ہمیشہ اور یہہ کہ ہاتھہ اللہ کا ہے ساتھہ جماعت کے پس پیروی کرو گروہ بڑے کی پس تحقیق جو شخص اکیلا ہوا دہکیلا گیا دوزخ مین۔ بارہوین حدیث عن ابن مسعود ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما راہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح یعنے جس چیز کو دیکہین مسلمان اچہی پس وہ اللہ کے نزدیک بہی اچہی ہے اور جسکو دیکہین مسلمان قبیح پس خدا کے نزدیک بہی قبیح ہے تیرہوین حدیث وعن حذیفۃ قلت وہل بعد ذلک الخیر من شر قال نعم دعاۃ علی ابواب جہنم من اجابہم الیہا قذفوہ فیہا قلت یا رسول اللہ صفہم لنا قال ہم من جلدتنا ویتکلمون بالسنتنا قلت فما تامرنی ان ادرکنی ذلک قال تلزم جماعۃ المسلمین وامامہم انتہی ملخصا رواہ البخاری ومسلم

یعنے حضرت حذیفہ بن الیمان کہتے ہین کہ مینے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ آیا اس عمدہ زمانہ کے بعد بہی شر ہے آپنے فرمایا کہ ہان دوزخ کے دروازون پر بلانیوالے کہڑے ہین جو اونکی مانیگا دوزخ مین لیجاوینگے مین نے عرض کی کہ یا رسول خدا وہ کون ہین اونکا

حال بیان فرمائے فرمایا وہی لوگ ہماری قوم وملت سے ہونگے اور ہماری زبان (یعنے قرآن
وحدیث) سے کلام کرینگے مینے عرض کی کہ اگر انکا زمانہ پاؤن تو کیا کرون فرمایا کہ
لازم پکڑ پیروی مسلمانون اور اونکے امام کی۔) یا اپنے پیشوا مؤلف کتاب مذکور کے
ہرایک قول کو قرآن وحدیث سے ثابت کرین چنانچہ اوسوقت توحسب فحواے الحق
یعلو ولا یعلی کے اس فرقہ مین سے کوئی مولوی بہی اس الزام کے دفع کرنے مین چون و
چرا تک نہ کرسکا حالانکہ اس فرقہ کے بڑے بڑے سرغنے علاوہ ضلع سیالکوٹ کے
جہلم ووزیرآباد وغیرہ مقامات دور دراز سے آکر کوس لمن الملک اور ہچو من دیگرے
نیست کا دم مارہے تہے مگر سبکے سب ایسے ساکت ہوئے کہ ایک ہی فلاخن مین - جاء الحق
وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا کے مصداق بنے اور ایسی رسوائی وذلت
نصیب ہوئی کہ خدا اعداء کے بہی نصیب نہ کرے اوسوقت توسب لوگون کو یہی یقین
ہوگیا تہا کہ اب یہہ فرقہ اپنے پیشوا کے عقاید فاسدہ سے باز آکر آیندہ کو اوسکی تقلید سے
توبۃ النصوح کریگا مگر شرم چہ کتی است کہ پیش مردان بیاید - تہوڑے ہی دنون کے بعد شیخ
محی الدین تاجر کتب لاہور نے (جسکو ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظمؓ سے دلی بغض وعداوت ہے
اور ایک دو ایسے اہل علم کی مدد سے جو بسبب اپنی سادہ لوحی بلکہ مجنوط الحواسی کے بطور
دیگر وجہ معیشت کے پیدا کرنے سے معذور ہین ہروقت اسی مخمصہ مین مستغرق رہتا ہے کہ
کہین کوئی نقص حنفیون مین ملے کہ جلدی چہپوا کر اوس کے دام کہرے کرون) بجواب اس
اشتہار کے جو صمصام قادری اور سنان بغدادی کے نام سے اس غرض سے مشتہر
ہوا تہا کہ مباحثہ مذکور کا راست راست واصل واصل سب حال اہل دور و دراز کو بخوبی
معلوم ہوجائے ایک رسالہ ستارہ محمدی کے نام سے تالیف کرکے چہپوایا اور اوسمین
فکر ہرکس بقدر ہمت اوست ؎ کے اپنے پیشوا کے عقاید باطلہ کو جو سراسر توہین انبیاء
علیہم السلام پر دال ہہے مدلل ثابت کرکے ضلوا واضلوا کا مصداق بنا جسکا جواب
الجواب بہی ترکی بہ ترکی رسالہ نیر اعظم فی تفضیل رسول الاکرم نام مین چہپ گیا لیکن
انہین ایام مین ایک اور رسالہ شہاب ثاقب نام مولوی عبد اللہ صاحب غیر مقلد نے

چھپوایا جسمین اونہون نے اپنی دانست مین مؤلف ستارہ محمدی سے خفت انبیاء
کو قوی دلایل سے ثابت کیا۔ چونکہ اسکے مؤلف نے عام اسلئے کہ اُسنے خود جو کچھہ کہا یا
دہوکہہ دہی عوام کی غرض سے عمداً اپنے اثبات دعوی مین کتابون کی ایسی عبارات کو
پیش کیا جنکو اونکے مدعا سے کچھہ بہی تعلق نہین ہے مگر اون سی عوام کا جلد دہوکہہ مین آجانا
مقصور ہے اور نیز مؤلف ستارہ محمدی نے ستارہ کو از سر نو ترمیم اور اوسمین کچھہ اضافہ کرکے
مکرر چھپوایا ہے اور ایسے ایسے مقامات کو جنپر طفل مکتب بہی بازارون مین تمسخر کرتے اور
کہتے پہرتے ہتے کہ تیرہ سو سال تک تو ستارہ محمدی نہ چمکا تہا اب تیرہوین صدی کے اخیر سال
مین ایک تاجر کتب کی دوکان سے چمک اُٹہا بالکل نکالکر اونکی جگہہ اور حشو و زوائد بہر دیا
اسلئے اس بندہ درگاہ نے باوجود عدم فرصتی اور کثرت شواغل دنیادی کے جولازمہ وجہ
معیشت ہین یہہ انسب جانا کہ جسطرح ہوسکے اس رسالہ کا مختصر جواب لکھکر مسلمان بہائیون
کو ورطہ ضلالت مین پڑنے سے روکا جاوی اور ساتہہ ہی اسکے ستارہ محمدی کی ہفوات
کا ردبہی مختصراً لکہدیا جاوے تاکہ یہہ جواب الجواب بیک کرشمہ دوکار کا کام دیوے اور اُسکے
علحدہ جواب کے لئے لوگون کو چندان محتاج ہونا نہ پڑے پس اس رسالہ کا نام آفتاب
محمدی رکہا اور اسمین مؤلفین رسالہ ہائے مذکورہ بالا کی عبارات و اقوال کو ایسی طرز
پر لکہکر اونکی تردید کی گئی ہے کہ پڑہنے والونکو بغیر اون کے پاس رکہنے کے بہی ترتیب
وار اور صاف صاف مطلب بخوبی سمجھہ مین آسکے ۔ وماتوفیقی الا باللہ

مؤلف شہاب ثاقب نے پہلے ایک آیت اور چار احادیث اس مضمون کی لکھکر کہ بلا
تحقیق کسی مسلمان کو کفر کی نسبت نہ دینی چاہئے کتاب درالمختار سے لکہا ہے
کہ فتوی نہ دیا جاوے کسی مسلمان کے کفر کا جبتک ہوسکے اوسکے کلام کی تاویل
صحیح یا ہو ایسی بات کہنے والے کے کفر مین خلاف اگرچہ ہو خلاف و الا قول ضعیف
انتہی۔ جواب ہم تو آیت اور احادیث و قول محولہ کو بالراس والعین مانتے ہین اور حتی
الامکان تاویل کے ہوتے کسی اہل قبلہ کی تکفیر کی جرات نہین کرسکتے یہانتک
کہ یزید پر لعنت کرنے سی بہی پرہیز کرتے ہین کیونکہ اوسنے جو کچھہ کیا اپنے لئے کیا

اوسکے نعل سے کسیکے عقیدہ مین خلل نہین پڑا بخلاف مولوی محمد اسمعیل صاحب کے
کہ گو انسے بعض عمدہ کام بہی واقع ہوئے ہین مگر انبیاء علیہم السلام کے حق مین ایسے
ایسی بے ادبیان صادر نہین ہوئین کہ اونکی کچھہ تاویل ہوسکے اور صرف ان بے ادبیون
پہ ہی کیا منحصر ہے بلکہ اونکی تمام کتاب ہی الاماشاء اللہ مخالف عقائد اہل سنت وجماعت
ہے جسکی تردید مین متعدد رسائل تالیف ہوئے ہین چنانچہ وہ تضعیف الایمان کے لقب سے ملقب
ہو رہی ہے اور اوس سے ہندوستان کے اہل اسلام کو ایسا نقصان پہونچا ہے کہ
آپسمین بالکل پہٹ گئے ہین اور متفرق ہوگئے ہین جس سے مولوی اسمعیل صاحب بجائے
اسکے کہ صحیح مسلم کی اس حدیث کے پہلے جملہ من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ کے مصداق
بنتے اوسکے دوسرے جملہ من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرہا و وزر من عمل
بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارہم شیئا کے مصداق بنے پس ہمارے علمائے
مولویصاحب موصوف کی نسبت تکفیر کا فتوی صرف اس غرض سے دیا تہا کہ دوسرے
مسلمان لوگ اونکے عقائد فاسدہ مین جو کتاب مذکور مین مندرج ہین مبتلا ہو کر گمراہ نہون
اور ایسی حالت مین تکفیر تو یکطرف رہی سیاستاً بادشاہ کو ایسے آدمی کا قتل کرنا بہی جائز ہے چنانچہ
شامی شرح درمختار مین لکہا ہے والمبتدع لو لہ دلالۃ ودعوۃ للناس الی بدعتہ و
یتوہم منہ ان ینشر البدعۃ وان لم یحکم بکفرہ جاز للسلطان قتلہ سیاسۃ
وزجرا لان فسادہ اعلیٰ واعم حیث یؤثر فی الدین انتہی۔ مگر افسوس یہہ ہے
کہ آپ لوگ ان احادیث وآیت پر عمل پیرا نہین ہوتے بلکہ آیت اتامرون الناس بالبر و
تنسون انفسکم پر پورا پورا عمل کر رہے ہین چنانچہ آپکے مجتہد عصر مولوی غلام علی
امرتسری نے تو اپنے رسالہ تحقیق الکلام کے صفحہ ۵۵ و ۵۶ مین شیخ مصلح الدین۔
سعدی شیرازی اور عارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی جیسے بزرگون کو جنکی جلالت
وعظمت اور فقاہت متفق علیہ زمانہ ہے تکفیر کا فتوی دیدیا صرف اس قصور پہ کہ سعدی
نے گلستان مین سے زینہار از قرین بد زینہار ٭ وقنا ربنا عذاب النار۔ اور مولانا
جامی نے یوسف زلیخا مین موقع معراج آنحضرت مین سے شد از بیم حیان گردون صدادہ

سبحان الذی اسری بعبدہ ۔ سے تضمین کرکے قرآن کی آیتون کو اپنے سیاق سے نکال لیا ہی جنہر
کلام مین سے کیون کردیا کیونکہ آیات مذکورہ کو خدانے ایسے موقع پہ نازل نہین فرمایا تہا جسپر اونہون نے
اونکو وارد کیاہے حالانکہ پہلی تضمین کو اونکا آیت قرار دینا صاف اسبات کو ثابت کرتاہے کہ قرآن
سے مجتہد صاحب کو بالکل مزاولت نہین ورنہ کبہی اوسکو آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر پیشقدم
ہوجاتے کیونکہ قرآن مین فقط وقنا عذاب النار یا فقنا عذاب النار آیاہے اور دوسری تضمین کی
نسبت اونکا یہہ کہنا کہ آیت اپنے سیاق سے نکل گئی ہے صرف اونکی سوء فہمی ہے کوئی اہل علم جسکو ذرا بہی
تمیز ہوگی اوسکو اپنے سیاق سے نکلا ہوا نہ سمجھیگا کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آنحضرت
معراج کیوقت آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے اونکا یہہ عروج دیکہکر اس آیت کو جو خاص معراج کے ہی بیان
مین وارد ہے حکایتہ بطور تسبیح جناب باریتعالی کے بعینہ پڑہ دیا یا اوسکا مضمون ادا کردیا جیسے احادیث مین
وارد ہے کہ آنحضرت بوقت افتتاح صلوۃ آیت انی وجہت وجہی الخ جو خاص ابرہیم علیہ السلام کے حق
مین وارد ہے نقلاً وحکایتاً پڑہا کرتے تہے اگر یہہ کہو کہ آیت مذکور ابہی حضرت پہ نازل نہوئی تہی تو یہہ کچہہ قادح
نہین کیونکہ سورہ قدر کی تفسیر مین جمیع تفاسیر اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین لکہاہے کہ قرآن شریف لوح محفوظ
سے لیلۃ القدر کو یکدفعہ دنیا کے آسمان پہ بہیجا گیا تہا جہانسے جبرائیل ع حسب موقع وضرورت عرصہ تیئیس سال
تک تہوڑا تہوڑا حضرت کے پاس لاتے رہے اور ہرسال ماہ رمضان مین بہیئت مجموعی ایکدفعہ حضرت کو دکہایا
جاتا تہا پس اس صورت مین ممکن ہے کہ فرشتون کو قرآن یاد ہوگا بلکہ ضرور ہوگا کیونکہ وہ ادنی ادنی باتون سے
جو دنیا مین وقوع مین آنے کو ہوتی ہین واقف ہوتے ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین آیت واتبعوا
ماتتلوا الشیاطین کی تفسیر مین کہاہے وقال السدی کانت الشیاطین تصعد الی
السماء فیستمعون کلام الملئکۃ فیما یکون فی الارض من موت وغیرہ فیاتون الکہنۃ الخ
حالانکہ معراج کا معاملہ تو ایسا تہا کہ ہزارون سال سے فرشتے حضرت کی آسمان پہ آمد آمد کے انتظار مین تہے
پس مولانا جامی ع کے ایسا لکہنے سے کونسی قباحت لازم آگئی جسکے لئے ایک عارف باللہ اور عالم ربانی
کو کفر کا اس فتوی دیدیا اور حضرت مجتہد امرتسری نے رسالہ مذکورہ مین صرف انہین دو حضرات کی
تکفیر پہ فتوی دیکر اکتفا نہین کیا بلکہ صفحہ اول مین کمال بیباکی وجرأت سے اہل سنت وجماعت
کے چارون فرقہ نقش بندی قادری وچشتی وسہروردی اور چارون مذہب حنفی ۔ مالکی ۔ شافعی

سبحان الذی اسری بعبدہ ۔ سے تضمین کرکے قرآن کی آیتون کو اپنے سیاق سے نکالا اپنی جنبر
کلام مین سے کیون کر دیا کیونکہ آیات مذکورہ کو خدا نے ایسے موقع پہ نازل نہین فرمایا تہا جیسا اونہون نے
اونکو وارد کیا ہے حالانکہ پہلی تضمین کو اونکا آیت قرار دینا صاف اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ قرآن بلفظ
سے مجتہد صاحب کو بالکل مزاولت نہین ورنہ کبہی اوسکو آیت قرار دیکر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد
نہوجاتے کیونکہ قرآن مین فقط وقنا عذاب النار یا فقنا عذاب النار آیا ہے اور دوسری تضمین کی
نسبت اونکا یہہ کہنا کہ آیت اپنے سیاق سے نکل گئی ہے صرف اونکی سوء فہمی ہے کوئی اہل علم جسکو ذرا بہی
تمیز ہوگی اوسکو اپنے سیاق سے نکلا ہوا نہ سمجہیگا کیونکہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آنحضرت صلعم
معراج کیوقت آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے اونکا یہہ عروج دیکہکر اس آیت کو جو خاص معراج کے ہی بیان
مین وارد ہے حکایۃً بطور تسبیح جناب باریتعالی کے جنبہ پڑہ دیا یا اوسکا مضمون ادا کردیا جیسے احادیث مین
وارد ہے کہ آنحضرت بوقت افتتاح صلوۃ آیت انی وجہت وجہی الخ جو خاص ابرہیم علیہ السلام کے حق
مین وارد ہے نقلاً وحکایتاً پڑہا کرتے تہے اگر یہہ کہو کہ آیت مذکور ابہی حضرت پر نازل نہوئی تہی تو یہہ کچہہ قادح
نہین کیونکہ سورہ قدر کی تفسیر مین جملہ تفاسیر اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ مین لکہا ہے کہ قرآن شریف لوح محفوظ
سے لیلۃ القدر کو یکدفعہ دنیا کے آسمان پر بہیجا گیا تہا جہانسے جبرائیل عم حسب موقع وضرورت عرصہ تیئیس سال ۔
تک تہوڑا تہوڑا حضرت کے پاس لاتے رہے اور ہر سال ماہ رمضان مین بہیئت مجموعی ایکدفعہ حضرت کو دکہایا
جاتا تہا پس اس صورت مین ممکن ہے کہ فرشتون کو قرآن یاد ہوگا بلکہ ضرور ہوگا کیونکہ وہ ادنی ادنی باتون سے
جو دنیا مین وقوع مین آنے کو ہوتی ہین واقف ہوتے ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین آیت واتبعوا
ما تتلوا الشیاطین کی تفسیر مین کہا ہے وقال السدی کانت الشیاطین تصعد الی
السماء فیستمعون کلام الملٰئکۃ فیما یکون فی الارض من موت وغیرہ فیاتون الکہنۃ انتہی
حالانکہ معراج کا معاملہ تو ایسا تہا کہ ہزارون سال سے فرشتے حضرت کی آسمان پر آمد آمد کے انتظار مین تہے
پس مولانا جامی رح کے ایسا لکہنے سے کونسی قباحت لازم آگئی جسکے لئے ایک عارف باللہ اور عالم ربانی
کی کفر کا اس فتوی دیدیا اور حضرت مجتہد امرتسری نے رسالہ مذکورہ مین صرف انہین دو حضرات کی
تکفیر پر فتوی دیکر اکتفا نہین کیا بلکہ صفحہ اول مین کمال بیباکی وجرأت سے اہل سنت وجماعت
کے چارون فرقہ نقشبندی قادری وچشتی وسہروردی اور چارون مذہب حنفی ۔ مالکی ۔ شافعی

حنبلی کو جنہین ہزارون اولیائے کرام و علمائے عظام اور رکن اسلام داخل ہین بدعتی قرار دیا جنہین
وہ مین نقشبندیہ - قادریہ - چشتیہ - سہروردیہ کو مشرک فی الرسالۃ اور مشرک فی الالوہیت
قرار دیکر صفحہ ۲۵ مین کا ذکر ہے اور صفحہ ۱۰ سے ۱۲ تک مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز
صاحب محدثین دہلوی کی جنکے وجود باوجود سے قرآن و حدیث و فقہ فی ہندوستان مین اشاعت پکڑی و ترویج
کی ہے کہ اتنے بڑے کہ کسی اہل قبلہ کی کوئی نہین کرسکتا جابجا اونکو اور اونکے خاندان کو بسبب مصلحت
دنیاوی کے موید بدعت و ضلالت قرار دیا اور اتنا خیال نہ کیا کہ جن بزرگان دین کو مین اسوقت بدعتی
و مشرک قرار دیتا ہون دوسری وقت مین ہر ایک دینی معاملہ کی تحقیق و تدقیق کے لئے انہین کی تحریر
کو مستند سمجھکر اثبات دعوی مین پیش کرنے کے سوا چارہ نہوگا اور بجز انکی فضلہ خوری و کاسہ لیسی کے
اور کچھہ بن نہ پڑیگا شاباش ؎ انکار از تو آید مردان چنین کنند ؎ نازم کہ برقیبان این
کشتان گذشتی - گر مشت خاک ما ہم برباد رفتہ باشد - **قولہ** یہہ کہنا کہ علمائے عرب و عجم کے فتوی
مولوی اسمعیل کی تکفیر مین موجود ہین یہہ محض بہتان ہے اور کارسازیاتین ہین اگر لکھے گئے ہین تو ہمین
دکھاؤ انتہی ملخصًا - **جواب** اگر آپکو اون فتوون کے دیکھنے کی ضرورت ہے تو آپ کتاب تنبیہ
محمدیہ رد کتاب تقویۃ الایمان اور کتاب بحر الحقیقت اور رسالہ فصل الخطاب مین السنی و مین
اخواب الوہاب سے دیکھہ لین اگر یہہ کتابین آپکو نہ مل سکین تو آپ نیر اعظم ہی کو جسمین ان فتاوی
کا کچھہ حصہ چھپا ہے دیکھکر اپنی تسلی کرلین اور وہ جو تمہاری کتاب کے اخیر مین مفتی صدر الدین صاحب
مرحوم صدر الصدور دہلی کے فتوی کی نقل شامل کی گئی ہے وہ ہمارے لئے کچھہ بھی مضر نہین ہے
کیونکہ اول تو مفتی صاحب اوسمین صاف لکھتے ہین کہ تقویۃ الایمان کو ہمنے نظر اجمال سے دیکھا اور
یہہ اونکا فرمانا صحیح ہے کیونکہ غدر کے بعد ۱۲۷۷ہجری مین جن دنون آپ درگاہ نظام الدین اولیا
مین فروکش تھے تو منبع درگاہ ہی بغرض حصول علم اونکی خدمت مین حاضر ہوا تھا چنانچہ تقریبًا
برس سوا برس اونکی خدمت مین رہا آپ اوسوقت بھی یہی فرماتے تھے کہ ہمنے آجتک تقویۃ الایمان
کو تفصیلی نظر سے نہین دیکھا پس ظاہر ہے کہ جس چیز کو تفصیلی نظر سے نہ دیکھا جاوے اوسکے
حسن و قبح کی نسبت کوئی قطعی فیصلہ نہین ہوسکتا ایسا ہی مفتی صاحب مرحوم نے پہلی کتاب کو
کو سرسری نظر سے دیکھکر اوسکی نسبت مجمل رائے دیدی لیکن جب مولوی فضل حق صاحب مرحوم نے

مولوی محمد اسمعیل کے عقائد فاسدہ مندرجہ کتاب مذکور کو بالتفصیل لکھکر علمائے شاہجہان آباد
کے سامنے پیش کیا تو سب نے معہ مفتی صاحب مرحوم کے اونکی تکفیر کا فتوی دیدیا چنانچہ اوس فتوی
پر بھی مفتی صاحب کی مہر ثبت ہے - علاوہ اسکے اگر مفتی صاحب مرحوم تقویۃ الایمان کو تفصیلی
نظر سے دیکھ لیتے تو قطع نظر دیگر عقائد باطلہ سے جو اوسمین مندرج ہین خاص اس مسئلہ کے سبب سے
ہی ضرور اوسکے مخالف رائے دیتے جو مولوی محمد اسمعیل نے اوسمین شد الرحال کو شرک لکھا ہے
کیونکہ مفتی صاحب نے اپنے رسالہ منتہی المقال فی شرح حدیث لاتشد الرحال مین قبور صلحا خصوصاً
انبیاء کی زیارت کے لئے شد الرحال کے جواز پر بڑا زور دیا ہے اور ابن تیمیہ پر جو اوسکے جواز کا منکر
ہے بشہادت فقہائے شافعیہ و حنفیہ مثل ابن حجر مکی و تقی سبکی وغیرہ علمائے کرام کے بڑی تشنیع کی ہے اور
اوسکے عقائد باطلہ کی ذم تواریخ معتبرہ مثل کبری و ذہبی وغیرہ سے ثابت کی ہے پس کیا ممکن تھا
اگر وہ کتاب مذکور کو تفصیلی نظر سے دیکھ لیتے اور اوسپر مہر کرکے خود اپنے ہی رسالہ کے مردود بن جاتے
ہاں آپ ہی جیسے بے لگاموں کے حصہ مین آیا ہے کہ کہین کچھ لکھدیتے ہین اور کہین کچھ جیساکہ آپکے
پیشوا مولوی محمد اسمعیل کی کتاب تقویۃ الایمان و ایضاح الحق اور صراط المستقیم اور رسالہ امامت
مین ایکدوسرے کے مناقض تحریرین موجود ہین - دوم اگر غور سے دیکھا جاوے تو مفتی صاحب نے
مستفتیون کی صاف ناک کاٹ ڈالی ہے اور کوئی بھی لفظ صفت کا نہین لکھا چنانچہ لکھا ہے کہ
تقویۃ الایمان کو نظر اجمالی سے دیکھا باعتبار اصول اور اصل مقصود کے بہت خوب ہے سو اسمین
کچھ شک نہین کہ اصل مقصود اس کتاب سے رد شرک ہے اور وہ خوب ہی ہے اسمین کسیکو
کلام ہی نہین اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ جو اسمین لکھا ہے وہ عمدہ ہے پھر لکھا ہے اور مولوی
اسمعیل صاحب کو ایسا دیکھا کہ پھر کسیکو ایسا نہ دیکھا یہہ خود مضمون منقولہ ہے صفت و مذمت دونون پر
بولا جاتا ہے بعدہ تحریر فرمایا ہے کہ یہہ لوگ اونہین سے ہین جنکے حق مین خدا نے فرمایا ہے ولتکن
منکم امۃ یدعون الخ اور ان الذین امنوا والذین هاجروا الخ پس جو انکو کافر و گمراہ
کہے وہ آپ گمراہ ہے اسمین بھی کچھ شک نہین کہ مولوی محمد اسمعیل خاندان شاہ ولی اللہ صاحب
و شاہ عبدالعزیز صاحب سے تھے جو مصداق آیات قرآنیہ ہین پس اونکو کافر و گمراہ کہنے والا خود
کافر و گمراہ ہے اسمین مولوی محمد اسمعیل کی اونہون نے کونسی صفت کی جسکو آپنے بہ مجبوری سے اچھی

رسالہ مین درج کردیا۔ **قولہ صفحہ ۵** - بہلا مولوی صاحب حوم سے ایسا کونسا اتفاقی کفر ہوا ہے جسپر اون بزرگان دین نے کفر کے فتوٰی دئے اگر یہی کہ اونہون نے لکہا ہے کہ یقین کرلینا چاہیے کہ ہر مخلوق کیا بڑا کیا چہوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے، تو یہہ کفر کیون ہے کیا کوئی مخلوق ایسا بہی ہے جسکا شان خدا کا سا ہو ہرگز نہین پہر جب بادشاہ اور چمار کی تمثیل عوام کو سمجہانے کو پہلے ہی بیان کرچکے تہے تو یہان پر اگر ایسا کہا کہ مخلوق چہوٹی بڑی خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی جیسا وہ بادشاہ کے مقابل مین ناچیز او حقیر ہے زیادہ تر ذلیل ہے کیا ہوا۔ **جواب** - اتفاقی نہ کہو بلکہ عمدًا اُنہون نے ایسا لکہا ہے جیسے کہ اونکی تمام کتاب بول رہی ہے یہہ تو ہم بہی مانتے ہین کہ خدا کی شان سی کسیکی شان نہین لیکن یہہ تمثیل دینا کہ ہر ایک مخلوق چہوٹی بڑی خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے صریح کفر ہے کیونکہ اسمین تمام مومنین کیا بلکہ کل انبیاء و مرسلین کی جو افضل مخلوقات و موجودات ہین سراسر اہانت ثابت ہوتی ہے کہ اونکو چمار یعنے چوہڑے سے بہی جو ایک بے دین قوم مین سے ہے ذلیل قرار دیا گیا حالانکہ خدا تعالے نے اپنی پاک کلام مین جابجا عمومًا مومنین کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ میرے آگے بڑے عزت دار اور بزرگ ہین چنانچہ **پہلی آیت** سورہ توبہ مین فرمایا ہے

الذین اٰمنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون **دوسری آیت** سورہ حجرات مین آیا ہے

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی تحقیق بہت بزرگ تمہارا اللہ کے نزدیک بہت پرہیزگار تمہارا ہے **تیسری آیت** سورہ انفال مین فرمایا ہے الذین یقیمون الصلوۃ ومما رزقنھم ینفقون اولئک ھم المؤمنون حقا لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم

یعنے وہ لوگ قایم رکہتے ہین نماز کو اور اوس چیز سے کہ دیا ہے اونکو خرچ کرتے ہین یہہ لوگ وہ ہین ایمان والے ساتہہ حق کے واسطے اونکو درجے ہین نزدیک اونکے رب کے اور بخشش اور رزق ہے باکرامت **چوتہی آیت** سورہ منافقون مین ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون یعنی واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اوسکے کے اور واسطے ایمان والون کے مگر منافق نہین جانتے۔ یہہ تو عمومًا مومنین کی عزت کا بیان ہے جو اونکو خدا کے نزدیک حاصل ہے اور انبیا کی شان تو اونسے لاکہون درجہ اعلٰی و افضل ہے

چنانچہ خدا نے قرآن مین کسیکو خلیل اللہ کسیکو کلیم اللہ کسیکو روح اللہ اور کسیکو حق مین
ورفعناہ مکانا علیا فرمایا اور ہمارے حضرت کے حق مین وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین اور ورفعنا لک
ذکرک فرمایا اور خود حضرت نے اپنے حق مین انا اکرم الاولین والاخرین عند اللہ رواہ الترمذی
اور انا سید ولد آدم یوم القیامۃ رواہ مسلم اور انا حبیب اللہ رواہ الدارمی اور اذا کان
یوم القیمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم رواہ الترمذی فرمایا سواس سے بڑھکر اور کیا اہانت انبیا
ہوسکتی ہوگی کہ جنکو خدا فرماتا ہو کہ وہ میرے نزدیک عزت دار و بزرگ ہین اون سب کو بلا
استثنا معہ دیگر ادنی مخلوقات کے چمار سے بھی ذلیل قرار دیا جاوے حالانکہ اسمین صرف مومنین وانبیا
کی ہی توہین ثابت نہین ہوتی بلکہ خدا تعالٰے کی بھی اہانت ثابت ہے کہ خدا تعالٰی ایسے لوگون
کو معزز و مکرم قرار دیتا اور اپنا خلیل وحبیب بناتا ہے جو صاحب تقویۃ الایمان اور اوسکے معاونین
کے زعم مین اوسکی شان کے آگے وہ اتنی بھی عزت کے قابل نہین کہ جسقدر ایک چمار کی بادشاہ
کے آگے ہوتی ہے العیاذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ۔ **قولہ** یہان پر تو کسی انبیاء سے تخصیص
نہین اور قرآن مین تو خاص بعض انبیاء کے حق مین ایسا آچکا ہے چنانچہ پہلی آیت دیکھو وقالوا
اتخذ اللہ ولدا سبحانہ بل لہ ما فی السمٰوٰت والارض کل لہ قانتون **جواب** کچھ
تو خدا کا خوف کرو کیون دروغ گویم بروئے تو پر عمل کر لیا ہے اس آیت کے کونسے لفظ سے یہہ نکلتا
ہے کہ ہر ایک مخلوق کیا بڑا کیا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے بلکہ اس آیت
شریفہ اور اس سے ماقبل و مابعد دو اور آیتون کا تو صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ یہود ونصاری اور عرب
کے مشرکون نے کہا کہ عزیر اور عیسٰی اور ملائکہ خدا کے بیٹے بیٹیان ہین پاک ہے اللہ ایسی تہمتان
سے بلکہ یہہ سب کچھ جو آسمان اور زمین مین ہے سب ہی اوسکے فرمانبردار ہین۔ کجا یہہ اور کجا
آپکا یہہ کہنا کہ قرآن مین تو خاص بعض انبیاء کے حق مین ایسا آچکا ہے چھوٹا منہہ بڑی بات
کا مقولہ یاد دلاتا ہے۔ اور آپکو یہہ کہتے ہوئے کہ (یہان پر کسی انبیاء سے تخصیص نہین) شرم نہین
آتی سچ ہے بیشرم کی بلا دور۔ کیا لفظ ہر مخلوق مین مومنین وانبیاء داخل نہین اور اس تعمیم
کی پھر لفظ کیا بڑا کیا چھوٹا سے تخصیص نہین ہوئی کیا اس بڑی مخلوقات مین بنی آدم شامل
نہین جسکے حق مین قرآن مین ولقد کرمنا بنی آدم وارد ہے کیا اس بنی آدم مین بنی اسرائیل۔

یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین بنی خبر دیگئی ہی اور بنی اسرائیل وغیرہ سوکیا امت محمدیہ اعلی نہین جسکے بارہ مین آیت کنتم خیر امۃ اخرجت للناس نازل ہوئی ہے اور پیغمبر تو ان سب کے سردار ہی ہین اور ان سردارون مین بھی ہمارے حضرت افضل واکرم ہین بقول شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر پس باوجود اسکے یہہ کہنا کہ یہان پر کسی انبیاء سے تخصیص نہین کمال شوخ چشمی بلکہ بیحیائی مین داخل ہے

قولہ اس آیت کی تفسیر مین بیضاوی اور کبیر اور ابوالسعود اور مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے بیضاوی کے حاشیہ پر یون لکھا ہے کہ ما غیر ذوی العقول کے لئے مقرر ہے اور من ذوی العقول کے لئے پس مناسب مکان بل لہ کے من فی السموات تہا نہ ما فی السموات پہر یہان پر جو ذکر انبیاء ملائکہ کا تہا کیون ما فی السموات فرمایا اور من فی السموات نہ فرمایا اسکا جواب یہہ ہے کہ اونکے شان کی ذلت وحقارت کے بیان کرنیکو ایسا فرمایا کہ تم جسکو میرا بیٹا یا بیٹی جانتے ہو وہ میری عظمت وجلال کے مقابلہ مین جمادات سے بڑہکر نہین ہین اور ضرور ہے کہ باپ اور بیٹے مین کچھہ تو مشابہت ہو حالانکہ میری ذات مین اور ان مین کچھہ مشابہت نہین۔ **جواب**۔ آیت کو پیش کرتے جب کچھہ مطلب برآری نہ ہو سکی تو حسب مثل مشہور الغریق یتشبث بالحشیش کے جہٹ تفاسیر کو پیش کر دیا مگر الحمد للہ بقول حافظ شیرازی

مصرعہ تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل۔ کے وہانسے بھی صاف جواب ہی ملا کیونکہ کسی تفسیر سے یہہ نہ نکلا کہ ہر مخلوق کیا بڑا کیا چہوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے بلکہ تفاسیر مولہ بالا سے صرف اتنا ہی ثابت ہے کہ اسجگہ (ما) جو غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے بجائے (من) کو صرف تحقیر الشانہم ای شان العزیر والعیسی آیا ہے اور تحقیر کے معنی خورد شمردن کے ہین جیساکہ منتخب وغیرہ لغات مین ہے نہ وہ جو آپنے اپنی خوش فہمی سے ذلت وحقارت سے تعبیر کئے ہین سو ہم بھی مانتے ہین کہ حضرت عزیر وعیسی بلکہ کل انبیاء ومرسلین کا رتبہ خدا سے بہت کم اور چہوٹا ہے انہین آپنے تفاسیر کے دکہانے کی ناحق تکلیف اوٹہائی اور تحصیل لاحاصل پر عمل کیا البتہ بیضاوی کے حاشیہ پر اس مقام مین ضرور لکہا ہے کہ تحقیر الشان ہولاء الذین جعلوہم ولد اللہ وانہم فی جنب عظمتہ تعالی جمادات مستویۃ الاقدام معہا فی عدم الصلاحیۃ لاتخاذ الولد انتہی۔ جسکا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ ان لوگون نے جنکو خدا کا بیٹا بیٹی قرار دیا ہے وہ اس قابل نہین کہ اونکو بیٹا بنایا جاوے کیونکہ

وہ خدا کی عظمت وجلال کے مقابلہ مین مثل جمادات کو ہین حالانکہ باپ اور بیٹے مین کچھہ تو مشابہت ہونی چاہیے سو اس عبارت کو جملہ چمار سے بہی ذلیل ہے سے کیا مناسبت ہے کجا وہ کجا یہہ آسمان وزمین بلکہ عرش وکرسی کی تفاوت ع ؎ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا - اگر دینی تحقیق یہی رہ گئی ہے کہ رطب ویابس اور حسن وقبح مین بہی تمیز نہین تو بس اللہ الہ خیر وصلاح دین کا کام تمام ہوگیا - ؎ گر ہمین مکتب وہمین ملا است ۝ کار طفلان تمام خواہد شد - کیا جمادات جو فی نفسہ ایک پاک چیز ہے چمار کے ساتہہ جو بحکم انما المشرکون نجس کو نجس ہے اونکا کام ہی نجاست کا ہے مساوی ہوگیا کیا آپکو معلوم نہین کہ جمادات مین سے ایک حجر اسود بہی ہے جو اپنی فضیلت کے سبب سے واجب التعظیم ہے بلکہ حدیث مین تو یہانتک آیا ہے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحجر واللہ لیبعثہ اللہ یوم القیمۃ لہ عینان یبصر بہما ولسان ینطق بہ یشہد علی من استلمہ بحق بحسبتہ اللہ رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی یعنے رسول اللہ نے حجر اسود کی شان مین فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ اوٹہا دیگا اوسکو ہتہ دن قیامت کو کہ واسطے اوسکے ہونگی دو آنکہین دیکہیگا ساتہہ اونکے اور ہوگی زبان بولیگا ساتہہ اوسکے گواہی دیگا اوس شخص کے لئے جسنے بوسہ دیا ہوگا اوسکو ساتہہ حق یعنے ایمان وصدق کے سچی گواہی - **قولہ** آیت چوتہی لیس کمثلہ شئی نہین اللہ جیسا کوئی دیکہو اس آیت مین سچائی قول مولویصاحب کے کہ ہر مخلوق کیا بڑا کیا چہوٹا لفظ شئے کا واقع ہے اور سچائی اس قول کے کہ چمار سے بہی ذلیل ہے لفظ لیس کمثلہ فرمایا

جواب توبہ توبہ آپ یہہ کیا کہہ رہے ہین یہہ بیداری کی باتین ہین یا خواب کی اضغاث احلام ہین یہہ تو وہ بات ہوئی ؎ چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ۝ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا - مرد آدمی کچھہ تو ہوش کرو کیون اپنے پیشوا کی بیجا طرفداری وحمایت مین نام آوری کی غرض سے کہ ہم ہی پانچون سوارون مین سے ہین قرآن کی صریحا تحریف معنوی کرکے دین کو برباد کر رہے ہو اور آیت ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ کے مصداق بن رہے ہو آج آپنے قرآن کی معنوی تحریف کر ڈالی کل آپ لفظی تحریف کرکے عملا وفعلا یہود ونصاری کا ورثہ حاصل کروگے کہان آیت کا یہہ مطلب کہ اللہ جیسا کوئی نہین کہان آپکے پیشوا کا اربابا من دون اللہ کا یہہ قول کہ ہر مخلوق کیا اعلی کیا ادنی خدا کی شان کے آگے چمار سے بہی ذلیل ہے

اور اسپر معاذ اللہ آپکا یہہ حاشیہ کہ دونون ایکدوسرے کے مطابق ہین ؎ قیامت ہے قیامت ہے قیامت - **قولہ** اور عموماً ایسے کلمات حضرات صوفیہ کرام کی اپنی اپنی تصنیفات مین موجود ہین دیکھو شیخ سعدی نے فرمایا ہے ؎ دل اندر صمد باید اے دوست بست کہ عاجز تراست از صنم ہر چہ ہست - دیکھو خدا نے قرآن مین بتونکو رجس فرمایا اور یہان پر سعدی نے سوا خدا کے بلا امتیاز کسی نبی وولی کے عموماً سب کو بتون سے عاجز فرمایا - **جواب** اول تو یہہ شعر مبحث سے خارج ہے کیونکہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان ہے مولوی غلام قادر صاحب نے تو آپ لوگونکو اسبات پر مجبور کیا تہا کہ اپنے پیشوا کا مقولہ مذکور کسی آیت قرآنیہ یا حدیث نبویہ سے ثابت کرو سووہ تو آپ کچہہ ثابت نہ کر سکے اور یقین ہے قیامت تک نہ ثابت کر سکینگے دوم خدا کی محبت مین انبیاء وصلحا اور مومنین کی محبت داخل ہے اور خدا کی محبت سے انکی محبت باہر نہین بلکہ ایسی مربوط ووابستہ ہے کہ جبتک انبیاء ومومنین کی محبت نہوگی صرف خدا کی محبت کچہہ فائدہ نہ دیگی چنانچہ سورہ آل عمران مین ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنے کہہ اے محمد اگر تم اللہ کو دوست رکہتے ہو پس پیروی کرو میری دوست رکہیگا اللہ تمکو سورہ نسا مین ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنے جو شخص فرمانبرداری کرے رسول کی پس تحقیق فرمانبرداری کی اوسنے اللہ کی اور سورہ مائدہ مین ہے ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون یعنے جو کوئی دوست رکہے اللہ اور اوسکے رسول اور ان لوگون کو جو ایمان لائے پس تحقیق گروہ اللہ کے وہ ہین غالب صحیح بخاری ومسلم مین انس بن مالک سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین یعنے حضرت نے فرمایا کہ نہین پورا ایماندار ہوئیگا تم مین سے کوئی جبتک کہ مین اوسکے نزدیک زیادہ تر دوست نہوجاؤن اوسکے باپ بیٹے اور سب آدمیون سے اور معاذ بن جبل سے روایت ہے سمعت رسول اللہ صلعم یقول قال اللہ تعالی وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی رواہ مالک نیز مسند میں حضرت سے کہ اونہون نے کہا کہ فرمایا خدا نے کہ واجب ہوئی میری دوستی اون لوگون کے لئے جو ایکدوسرے کو میرے لئے دوست رکہتے ہین اور میری ذکر وثنا کے لئے باہم بیٹہتے ہین اور میری رضا کے لئے ایکدوسرے

کی زیارت کرتے ہین اور سیر کے ہی لئے ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہین - پس سعدی علیہ الرحمۃ
کا مصرعہ اول خدا رسول و مومنین کی محبت سبکو شامل ہے اور مصرعہ دوم مین انبیاء و اولیا
کسیطرح شامل نہین ہو سکتے بلکہ صرف وہ چیزین شامل ہین کہ جنکی محبت و تعلق سے خدا اور اوسکے
رسول سے بُعد ہوگیا و انکے احکام کی تعمیل چھوٹتی ہے اور اسی قبیل سے ہے شیخ نظام الدین اولیا کی
وہ عبارت جو کتاب فوائد الفواد مین اونہون نے لکھی ہے کہ ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک
او ہیچ نہ نماید کہ پشک شتر انتہی - سوم آپ محض بسبب نہ سمجھنے مطلب کے اس شعر کو پیش کرتے
ہین اگر آپ کسی طفل مکتب سے بھی اس شعر کا مطلب پوچھتے تو وہ آپکو صاف صاف بتا دیتا کہ اس شعر کی
مراد صرف اتنی ہے کہ دل خدا کے ساتھ لگانا چاہیے کیونکہ خدا کے سوا اور جسقدر دلبستگی کی چیزین مثل
مال و دولت و اولاد وغیرہ ہین وہ سب بُت سے بھی عاجز ہین یعنے جسطرح بت ایک عاجز چیز ہے اور
اوسکو پوجنے سے پوجنے والے کو کچھ فائدہ نہین اسیطرح خدا کے سوا جو اور چیزین دلبستگی کی ہین اونسے دل
لگانا بے فائدہ ہے یہان کسی نبی و ولی کا تو ذکر کیا بلکہ گمان و خیال تک نہین جسکے لئے آپ تو وہ طوفان
بنا کر مضحکۂ طفلان بنے شعر کا مطلب خود نہ سمجھ سکے اور بیچارے سعدی پہ ناحق بہتان باندھ دیا
ع برین عقل و دانش بباید گریست - **قولہ** شاید حضرت معترضین نے معنی مولویصاحب کی اردو
عبارت کے بھی نہین سمجھے تب ہی وہ آیات جنکو مولویصاحب کے کلام سے کچھ بھی مناسبت نہین
پیش فرمائین اور لفظ آگے کے معنے جو مقابل کے ہین قرب کے سمجھ لئے ان معنون مین تو انبیاء کی عظمت
کے منکر کو تمام اہل اسلام کافر جانتے ہین - **جواب** شکر ہے کہ آپکی زبان سے بھی تو اتنا نکلا
کہ معنی قرب انبیاء کی عظمت کے منکر کو تمام اہل اسلام کافر جانتے ہین - سے عمرت دراز باد کہ این
ہم غنیمت است لیکن حسب مثل مشہور خواہ بالین خواہ پائین بخسپی کہ میانہ خواہد بود اس سے بھی آپکے
پیشوا کسیطرح سرخرو نہین ہو سکتے کیونکہ آپ یہان لفظ (آگے) کو خواہ بمعنے مقابل خواہ قرب
کے لین مگر یہہ مقولہ (چمار ساز دلیل ہے) ایسا ہے کہ اوسکے ہوتے آپکی کوئی تاویل نہین بن
سکتی **شعر** کہین فروغ نہ پائینگے پیش یار چراغ * وہ ماہ ایک طرف الطرف ہزار چراغ * بلکہ ان
معنون مین بھی وہی اعتراض قائم ہے کہ انبیاء و مومنین وغیرہ کو خدا کی شان کے مقابل مین
بجنس وجود سے جو چمار ہے تشبیہ دینے کے علاوہ خود خدا کی اہانت ثابت ہے کہ وہ باوجود قادر مطلق

ہونے کے اپنے ایسو دوست یگانہ و حبیب بناتا ہے جو آپکے پیشوا کے زعم مین اونکی اتنی بہی حیثیت و منزلت نہین جو ایک مجازی بادشاہ کے مقابلہ مین ایک چمار کی ہوتی ہے حالانکہ ہمنے کبہی نہین سنا کہ کسی بادشاہ نے چمار کو اپنے پاس تک آنے دیا ہو اور اللہ جلشانہ تو قطع نظر انبیا ؤ کرام کے درجات کے عوام مؤمنین متقین کو قیامت کے روز ایسے قرب و منزلت کو مکان پر اپنے پاس بٹہائیگا کہ اوس سے زیادہ عزت متصور نہین چنانچہ سورہ قمر مین ہے ان المتقين في جنات ونهر في مقعد صدق عند مليك مقتدر یعنے پرہیزگار لوگ قیامت کو روز باغون اور نہرون مین ہونگے مکان پسندیدہ مین ایسے بادشاہ کے پاس جو قادر ہے سب چیزون پر آپنے تو اپنی طرف سے بیجا طرفداری مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا مگر خدا کے فضل سے آپکے پیشوا کے اوگلے ہوئی پر کچہہ بہی پردہ نہ پڑ سکا ــ نخل امید نہ اکبہی ہر نہر ہوا۔ لاکہہ ارمان کی ہوتنے پہلنے کے لئے ـ

اب مین مختصراً اون تین آیات قرآنیہ اور تین احادیث نبویہ کا بہی جواب لکہتا ہون جو صاحب ستارہ محمدی نے اپنی سو فہمی سے بڑے فخر کے ساتہہ اسمقام پہ لکہی ہین اور ناحق مسلمان بہائیون کو دہوکہ دیکر راہ رہت سے اونکو بہکایا ہے- **قولہ**- پہلی آیت سورہ الحاقہ مین خدانی آنحضرت کی نسبت فرمایا ولو تقول علينا بعض الاقاويل الخ- **جواب** اگر آپ اس آیت کا مفہوم سمجہتے تو کبہی اسکو اپنے اثبات دعوی مین پیش نہ کرتے کیونکہ یہان خدا تعالے نے صرف اپنی شان و عظمت اور جلال کو ہی ظاہر نہین کیا بلکہ کفار و منکرین کو جو قرآن کو کلام الٰہی نہین سمجہتے اور حضرت کی خانہ ساز بات جانتے تھے سخت تعریض و تہدید فرماکر حضرت کے صدق و راستی پہ کمال مبالغہ ظاہر فرمایا ہے اور اصل مین مابین محب و محبوب کے یہہ ناز و نیاز کی باتین ہین چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت مین اس آیت کے ذیل مین لکہا ہے واین مبالغہ است در صدق وی صلعم و نگاہداشتن حق تعالی او کذب و افترا و لیکن درین عبارت اظہار سطوت و غلبہ ربوبیت است باوجود تشریف و تکریم ليغفر لك الله واین ناشی است از کمال محبت و اہتمام بجال وی و در حقیقت تعریض است بمفتریان و کذابان تا ہوشیار شوند و اصل قاعدہ ہمانست کہ سابقاً گفتہ شد کہ مارا آن نگاہ باید داشت در آنچہ در عالم محبی و محبوبی از ناز و نیاز گذرد انتہی - افسوس یہ کیسا زمانہ آگیا ہے کہ جس کلام کو محققین متقدمین محب و محبوب مین ناز و نیاز کی باتین قرار دیتے آئے ہین

اس زمانہ کے گستاخ بے ادب اسلام کے پیرایہ مین اونہی مطالب کی ذلت و حقارت پھیلا
کرین سچ ہے **مصرعہ** بنہر بنظر عداوت بزرگتر عیب است ۔ حضرت من یہہ قرآن شریف
ہر بازیچہ اطفال نہین کہ آپ بغیر تفسیر مفسرین کے جس طرح چاہین آیتون کو اپنے مطلب کے
لئے پھیر لین اور وعید من تفسیر برایہ کا کچھہ خیال نکرین خدا کے لئے ذرا تو عقل کو کام مین
لاؤ اگر بفرض محال حسب مفہوم اس آیت کے آنحضرت صلعم اپنے پاس سے کوئی بات کہکر خدا
پر دہر لگاتے تو یہہ کہان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کے آگے معاذ اللہ چمار سے بہی ذلیل
ہوجاتے حالانکہ خدا نے منکرین کو آنحضرت کی صدق مقالی ظاہر کرنے کے لئے صرف اتناہی
فرمایا ہے کہ بفرض محال ایسی صورت کے واقع ہونے مین ہم اونکا داہنا ہاتھہ پکڑکر اونکی رگ
کاٹ ڈالتے یہہ آپکے فہم کی خوبی ہے کہ کچھہ کا کچھہ سمجھہ لیا ع سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

قولہ دوسری آیت سورہ زمر مین ہے لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین
تیسری آیت سورہ انعام مین ہے ولو اشرکوا لحبط عنہم ما کانوا یعملون **جواب** پہلی آیت مین گو
آنحضرت صلعم اور دوسری مین چند انبیاء کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے مگر مراد اون سے امت
کے لوگ ہین چنانچہ پہلی آیت کے ذیل مین تفسیر معالم التنزیل مین لکہا ہے ہذا خطاب
مع الرسول والمراد منہ غیرہ انتہی یعنے خطاب ساتہہ رسول کے ہے اور مراد اوس سے غیر لوگ ہین
اور مدارک التنزیل مین لکہا ہے لان الخطاب للنبی علیہ السلام والمراد بہ غیرہ انتہی اسیطرح تفسیر حسینی
وغیرہ مین لکہا ہے ۔ اور دوسری آیت کے ذیل مین تفسیر حسینی مین لکہا ہے کہ درین آیت تہدید
عظیم است مرمشرکان را انتہی ۔ مدارج النبوت مین محدث دہلوی لکہتے ہین ۔ خطاب اگرچہ بحضرت
است ولیکن مراد تعریض بغیر اوست چنانکہ در قول او تعالی لئن اشرکت لیحبطن عملک وچنانکہ
قول او تعالی مرعیسی بن مریم را انت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من دون اللہ این روش
در کلام بسیار افتد چنانکہ سلطان امیرے را بر قومی گماشت ومیخواہد سلطان کہ امر کند رعیت
را بحکمی توجہ بآن قوم نمیکند بلکہ بامیر میکند ومیگوید کہ چنین وچنان کن واگر چنین کنی وچنان
کنی ترا چنین کنم وچنان کنم در ظاہر خطاب بامیر میکند ولیکن مراد قوم دارد ودر حقیقت خطاب
باایشان میکند انتہی ۔ اگر آپ تفاسیر اور محققین کی تحقیق کو دیکہتے اور کچھہ عقل کو کام

فرماتے تو ٹھیک اس طرح ان آیات کو پیغمبرون کی ذلت وحقارت پر محمول نہ کیجئے گا۔ آپ
دیکھیے کیون اگر دیکھا ہی ہوگا تو صریحا چشم پوشی کر لی ہوگی کیونکہ آپکو تو اس رسالہ کے لکھنے
اور چھاپنے سے محض تجارت کی ترقی مدنظر ہے اس موقع پر کسی بزرگ نے سچ کہا ہے ؎
چون غرض آمد هنر پوشیده شد ۔ صد حجاب از دل بسوی دیده شد ۔ **قولہ پہلی حدیث** اللّٰھم
انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی دوسری حدیث اللّٰھم اجعلنی صبورا واجعلنی
شکورا واجعلنی فی عینی صغیرا وفی اعین الناس کبیرا تیسری حدیث رب فذللنی وفی اعین الناس فعظمنی
ومن سیئ الاخلاق فجنبنی **جواب** ان احادیث مین لفظ ذلیل اور فذللنی سے مراد ذلت
وخواری نہین ہے جس سے آپکو وہم ہوا کیونکہ اگر ذلیل سے ذلت وخواری کے معنی مراد رکھے جاوین
تو پہلی حدیث کے جملہ وانی ذلیل کا آیت وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لایعلمون
سے صریح تناقض ثابت ہوگا کہ خدا تو حضرت کو معزز فرمائے اور وہ اپنے آپکو ذلیل قرار دیکر عزت
کے خواہان ہون اور تیسری حدیث کا پہلا جملہ رب فذللنی **حدیث** اللّٰھم انی اعوذ بک
من الفقر والفاقۃ والذلۃ سے متناقض ہے کیونکہ پہلی حدیث مین آپ فرماتے ہین کہ اے رب مجکو ذلیل کر اور دوسری
مین فرماتے ہین کہ مین ذلت سے پناہ مانگتا ہون ۔ اصل حال یہہ ہے کہ لفظ ذلیل چند معنین مشترک ہے
جیسا کہ غیاث اللغات مین لکھا ہے ذلیل خوار از منتخب و در لطائف بمعنی خوار وگنہگار ورام
ومطیع ونرم وآسان انتہی اور ذلیل مفرد ہے اور جمع اسکی اذلہ واذلا ہے جیسا کہ منتخب
مین ہے پس ان احادیث مین پہلے معنی مراد نہین بلکہ نرم ورام ومطیع وآسان مین سے حسب
موقع مراد ہین اور انہین معنے کے مرادف ہی جو ملا علی قاری نے حرز الثمین شرح حصن حصین مین
لکھا ہے فالمراد بالذلۃ عدم الجاہ والاعتبار عند عامۃ الناس انتہی اور یہی معنی قرآن مین بہی
بعض مقامات مین مراد ہین جیسا اذلۃ علی المومنین واعزۃ علی الکافرین یعنی نرم ہین مومنون پر اور غالب
ہین کافرون پر انہا بقرۃ لا ذلول یعنی وہ بیل ہے نہ فرمانبردار یعنی جوتا ہوا ۔ سو اس تحقیق کے بموجب
پہلی حدیث کے یہہ معنی ہین الہی مین تحقیق کم زور ہون پس مجکو قوت دے اور تحقیق مین نرم اور بے
دبدبہ ہون پس مجکو عزیز وغالب کر اور تحقیق مین فقیر ہون پس مجکو روزی دے ۔ پس اسمین
کچھ شک نہین کہ ابتدا مین حضرت بہت کم زور اور نرم وبے دبدبہ تھے اور کفار انکو طرح

طرح کی تکالیف پہونچاتے ہتے جسکے لئے حضرت کو یہہ بہی دعا مانگنی پڑی اللّٰھم اید الاسلام بعمر خدایا تو
قوی کر اسلام کو عمر کے اسلام کے ساتہہ اور ایکدفعہ یہہ بہی فرمایا اللّٰھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام
او بعمر بن الخطاب یعنے خدایا عزیز اور غالب کر اسلام کو بسبب اسلام لانے ابی جہل بن ہشام یا عمر بن
خطاب کے۔ دوسری حدیث کا یہہ مطلب ہے کہ الٰہی کر مجکو بہت صبر کرنیوالا اور کر مجکو بہت
شکر کرنیوالا اور کر مجکو میری آنکھون مین چہوٹا (تاکہ مین عجب اور غرور مین نہ پڑون) اور لوگون
کی آنکھون مین بڑا (تاکہ اونمین میرا وعظ اور امر و نہی اثر کرے) کذا فی حرز الثمین شرح
حصن حصین ملا علی قاری۔ تیسری حدیث اسکی مرادف ہے یعنے اے رب مجکو میری نظر مین
نرم کر اور لوگون کی نظر مین مجکو عظیم دکہلا اور بُری عادتون سے مجکو دور رکہہ۔ پس دیکہو ان تینون احادیث
کا کیا مطلب تہا جنکو مولف ستارہ نے اپنی کم فہمی سے کچہہ اور ہی سمجہکہ معاذ اللہ حضرت کی ذلت
پر محمول کر دیا اور اسی سرمایہ علمی و بے بضاعتی پر یہہ بے لگامی کہ آئمہ مجتہدین پر طعن کرتا ہے
کسی نے کیا عمدہ کہا ہے ؎ اگر ہوتا زمانے مین حصول علم بے محنت تو لس ساری کتابین ایک
جاہل دہو کے پی جاتا۔ **صاحب** شہاب ثاقب و ستارہ محمدی اپنے پیشوا کے اس قول کی
نسبت کہ (سب لوگ پہلے اور پچہلے آدمی اور جن یہہ سب ملکہ جبرائیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاوین تو
اوس مالک الملک کی سلطنت مین اونکے سبب سے کچہہ بہی رونق بڑہ نہ جاویگی اور جو سب شیطان
اور دجال ہی سے ہو جاوین تو اوسکی کچہہ رونق گہٹنے کی نہین) یہہ فرماتے ہین کہ یہہ اس حدیث
قدسی کا ترجمہ ہے یا عبادی لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم کانوا اتقی قلب رجل واحد منکم
ما زاد ذلک فی ملکی شیئًا و لو ان اولکم و آخرکم و انسکم و جنکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم
ما نقص ذلک من ملکی شیئًا۔ **جواب** آپکا یہہ کہنا کہ مولوی محمد اسمعیل کا ایسا لکہنا بعینہ حدیث
مذکورہ بالا کا ترجمہ ہے بجائے اونکی ابرار کے ثابت کرنا ہے کہ اونکو عربی عبارت کو سمجہنے اور صحیح ترجمہ
کرنے تک لیاقت نہین تہی ورنہ وہ کانوا علی اتقی قلب رجل واحد منکم کا ترجمہ (جبرائیل و پیغمبر ہی سے
ہو جاوین) نہ کرتے ایسا ہی جملہ کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم کا سب شیطان اور دجال ہی سے ہو جاوین
کیونکہ اس عبارت کا جسکو ذرا بہی عربی سے مس ہے بخوبی معلوم ہے کہ یہہ مطلب نہین بلکہ اس کا
یہہ مطلب ہے کہ ایک مرد بڑے متقی اور پرہیزگار دل کی صفت پر یعنے پیغمبر کے برابر متقی ہو جاوین

سو یہ غلطی گو آپ جیسے بڑی عقل والونکے نزدیک ایک ذرا سی معلوم ہوتی ہوگی مگر حقیقت مین
یہہ اسقدر بڑی ہے کہ اوس سے کفر لازم آسکتا ہے کیونکہ حدیث کو مفہوم کے بموجب ہر ایک آدمی پیغمبر
کے برابر پرہیزگاری کر سکتا ہے کیونکہ پرہیزگاری وگنہگاری ایک کسبی بات ہے اسلیئے بندہ
ماسور اوامر و نواہی ہے لیکن آپکے پیشوا کے قول جبرائیل پیغمبر ہی سے ہو جاوین سے ثابت ہوتا ہے
کہ تمام لوگ مثل پیغمبر کے ہو سکتے ہین اور ایسا ہونا اونکو اختیار مین ہے اور یہہ صریح کفر ہے
کیونکہ پیغمبری کا درجہ کسبی نہین کہ آدمی اچھے کام کر کے پیغمبر بن سکے بلکہ وہی ہے جسکو خدا
چاہتا ہے اوسکو یہہ مرتبہ بخشتا ہے چنانچہ اوسکی نسبت اللہ جل شانہ جابجا فرماتے ہین ذلک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء اور پھر پیغمبر بھی ایسے پیغمبر جیسا ہو جسکے حق مین یہ حدیث قدسی وارد ہے لولاک لما
لما ظہرت ربوبیتی رواہ الحاکم وعن عمر مرفوعاً ان آدم علیہ السلام رای اسم محمد مکتوبا علی العرش
وان اللہ تعالی قال لآدم لولا محمد ما خلقتک رواہ الحاکم فی صحیحہ افسوس آپ کچھ سوچتے سمجھتے نہین اور
تمہارے فرقہ کا جو کوئی شخص کچھ لکھدیتا ہے آنکھین بند کئے آمنا وصدقنا کہکر اوسپر عمل کرنے لگ
جاتے ہو اور زبان سے فخر اتباع حدیث کا کرتے ہو سو کیا فخر کرتے ہو ایسی بوجہہ پر روزے
محشر مین ایسی سوجہہ پر۔ اسکے بعد صاحب شہاب نے دو آیتین ایسی لکھہ ماری ہین جنکا صرف اتنا ہی مطلب
ہے کہ خدا تعالی فرماتا ہے کہ مجکو لوگون کے ایمان وکفر کی کچھہ پرواہ نہین اور اونکے اسلام وکفر
سے میرا کچھہ سدھرتا و بگڑتا نہین سو یہہ ہم بالراس والعین مانتے ہین اور یہہ ہی ہمارا دین وایمان
ہے مگر آپکے پیشوا کے قول سے ان آیات کو کیا نسبت جو آپنے بابین رلیش وفش لکھہ مارین۔
قولہ مولوی صاحب مرحوم کا فرمانا کہ خدا چاہے تو ایک آن مین جبرائیل اور محمد جیسے کروڑون
پیدا کر ڈالے یہہ عین ترجمہ اس آیت کا ہے جو سورہ فرقان مین ہے ولو شئنا لبعثنا فی کل
قریۃ نذیرا یعنے اگر ہم چاہتے تو ضرور کھڑا کرتے ہر ایک بستی مین نبی ڈرانیوالا۔ اس آیت کی
تفسیر مین امام رازی نے کئی وجہ لکھی ہین جنمین سے تیسری وجہ یون لکھی ہے کہ اس آیت مین
خدا نے آنحضرت صلعم کی شان مین اپنے کمال لطف اور عنایت کو ظاہر فرمایا اور کچھہ اسمین اپنی
عظمت وجلال وبے پرواہی کا بھی جلوہ دکھایا یعنے یہہ فرمایا کہ ہم ہر ایک بستی مین محمد جیسے
نبی کے بھیجنے پر قادر ہین اور محتاج نہین ہین البتہ ایک محمد کی تادیب ہے اور اظہار اپنی

کمال قدرت اور جلال کا اور پھر یہہ فرمایا کہ اگر چاہتے تو ایسا کر دکہلاتے مگر چاہا ہی نہین
اور تم ایک ہی کو کل عالم کا نبی بنایا اظہار ہے کمال لطف اور عنایت کا انتہی ملخصًا

جواب یہ آیت جسکو آپنے اپنی خوش فہمی سے بڑے فخر کے ساتھہ اپنے مدعا کے اثبات مین
پیش کیا ہے یہہ تو عین ہماری مطلب کی اور عدم امکان نظیر خاتمیتہ آنحضرت صلعم کی دلیل
قوی ہوکر تمہارے مدعا کو بالکل بیخ و بن سے برکندہ کرنیوالی ہے کیونکہ یہہ آیت مکی ہے اور
اسمین خدانے یہہ اظہار فرمایا ہے کہ اگر ہم چاہتے البتہ کہڑا کرتے ہر ایک گانو مین پیغمبر ڈرانیوالا
لیکن اسلئے نہین چاہا کہ تیپر نبوت ختم ہوکر تمہاری عظمت شان و علو مکان قیامت تک
ظاہر ہو چنانچہ تفسیر حسینی مین لکہا ہے اگر میخواستیم ہر آئینہ بر می انگیختیم در ہر دیہی پیغمبری بیم
کنندہ اما بجہت تعظیم شان و علو مکان تو نبوت را بر تو ختم کردیم و ترا یگانہ مسلمانان و مردمان
تا روز قیامت مبعوث ساختیم انتہی الیاہی و دیگر تمام تفاسیر مین قریب قریب اسیکے لکہا ہے
اور اسکے بعد مدینہ مین آنحضرت کے حق مین آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله
وخاتم النبیین وکان الله بکل شیٔ علیما نازل فرمائی ہے اسکی تفسیر مین معالم التنزیل مین لکہا ہے قال
ابن عباس یرید لولم اختم به النبیین لجعلت له ابنا یکون بعده نبیا وروی عن عطاء عن ابن عباس
ان الله تعالی لما حکم ان لا نبی بعده لم یعطه ولدا ذکرا یصیر رجلا انتہی اور مشکوة مین بخاری ومسلم
کی حدیث اس طرح پر درج ہے عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثلی ومثل الانبیاء
کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع
تلک اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان وختم بی الرسل انتہی یعنے
رسول خدانے فرمایا کہ میری مثل اور مجھسے اگلے پیغمبرون کی مثل اوس شخص کی طرح ہے
کہ جسنے ایک مکان بنایا سو اوسکو بہت ستہرا اور اچھا بنایا مگر اوسکے کونون مین سے کسی کونے
کو ایک اینٹ کے برابر ناتمام رکہا سو آدمی اوسمین دیکھنے کو گھومنے لگے اور تعجب کرنے لگے اور
کہنے لگے کہ یہہ اینٹ کیون نہین جمائی گئی سو وہ اینٹ مین ہون اور مینے بند کردی ہے جگہہ
اینٹ کی پورا ہوا ہے مجھسے مکان نبوت کا اور پورے ہوئے ہین مجھسے پیغمبر - وعن العرباض قال
رسول الله صلعم انی عند الله مکتوب خاتم النبیین یعنے مین خدا کے پاس خاتم النبیین لکہا ہوا ہون

دیکھو پہلی آیت مین خدا نے ولو شئنا کا لفظ فرما کر ضمناً اپنی عدم مشیت کا اظہار در بارہ
نظیر رسول کریم کیا ہے اور مشیت خدا کی صفات ازلیہ مین سے مثل حیات و علم و قدرت وغیرہ
کے ہے اور مشیت مراد ہے ارادہ تامہ سے جسکے خلاف نہین کرتا جیسا کہ عقاید کی کتابون مین مثل
شرح فقہ اکبر و شرح عقائد نسفی وغیرہ کے مصرح ہے اور یہہ بہی ثابت ہے کہ دنیا و آخرت مین جو جو
چیز واقع ہوتی ہے وہ سب خدا کی مشیت ازلیہ و علم و قدرت سے لوح محفوظ مین پہلے سے لکہی گئی ہے
لقوله تعالی وكل شیٔ فعلوه فی الزبر وكل صغير وكبير مستطر پس آیت مذکور حسب مفہوم خود
اور بیان تفاسیر یہہ ثابت کرتی ہے کہ اگر ہم اپنی مشیت ازلیہ مین چاہتے تو محمدؐ جیسے اور پیغمبر
مبعوث کرتے مگر اسلئے مبعوث کرنا نہین چاہا کہ اونکی اعلی شان اور فضیلت ثابت ہو اور دوسری
آیت مین اوس فضیلت کا بیان کر دیا کہ وہ ختم نبوت ہے کہ اونکی بعد اور کوئی پیغمبر نہو گا اور حدیث
نے اوسکی تائید مین یہہ بتادیا کہ مکان نبوت مین جو ایک اینٹ کی جگہہ خالی تہی اوسکو ہمارے وجود
با جود نے پر کرکے مکمل کر دیا ہے اب اوسمین اور کسی اینٹ کے لگنے کی گنجائش نہین رہی -
پس پہلی آیت کا یہہ مطلب ہوا کہ ہمنے نہ تو محمدؐ کے اول اور نہ اونکے بعد اون جیسا اور نبی بہیجا
چاہا ہے سو اس صورت مین مولوی محمد اسمعیل کا یہہ قول کہ اگر خدا چاہے تو ایک آن مین محمدؐ
جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے آیات و احادیث مذکورہ کو سراسر مخالف ہے - اول اسلئے کہ خدا تو
یہہ فرماتا ہے کہ ہمنے نہ اب نہ آئندہ کو محمد جیسا اور کوئی بہیجنا چاہا ہے اور آپکے پیشوا یہہ کہکر
کہ خدا چاہے تو محمد جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے خواہ نخواہ خدا کی مشیت کو حضرت جیسا پیدا
کرنے پر متعلق کرکے آنحضرت کی خاتمیت مین لوگون کو شبہ مین ڈالتے ہین - دوم یہہ فقرہ کہ
کروڑون پیدا کر ڈالے ثابت کرتا ہے کہ حضرت جیسے کروڑون پیغمبر خدا کے علم مین موجود ہین صرف
پیدا و ظاہر کرنیکی دیر ہے حالانکہ حضرت نے اپنے حق مین انی عند الله مکتوب خاتم النبيين فرمایا
ہے اور تفسیر جلالین مین زیر آیت وکان الله بکل شیٔ علیما کے لکہا ہے یان لا نبي بعده اور یہہ جو آپنے کہا ہے
کہ پیدا کر دینا اور بات ہے اور کر سکنا اور بات - حضرت من یہہ بات ہم بہی جانتے ہین مگر کیا کرین
آپکی اس تاویل کو خود اونکی عبارت ہی جہٹلا رہی ہے خدا کیلئے آنکہون پر سے تعصب کی پٹی
اوتار کر دیکہو کہ وہ تو صاف پیدا کر ڈالے کہہ رہے ہین جو کر ڈالے و کر دے ایک ہی ہین کمان

اونہون نے پیدا کر سکتا ہی لکھا ہو جواب المفتری فی طعن الشاعر بہ عمل کرکے ناحق تحریف
معنوی کرتے ہین اور اپنی عاقبت کو سنوار رہے ہین ہیچ ہے ہ بے بصیرت را بنا شد وحق
و باطل تمیز + کور یک داند عصائی سحر و اعجاز کلیم ۔ سوم قول مذکور ثابت کرتا ہے کہ حضرت
جیسا اور پیدا ہونا ممکن ہے گو وقوع مین نہ آوے لہذا اسکو بہی علمائے کرام نے بالاتفاق کفر لکھا ہے
چنانچہ شیخ شہاب الدین فضل اللہ تورپشتی متوفی ۶۶۱ ہجری شارح مصابیح السنہ نے اپنی
کتاب معتمد المعتقد مین جو مشہور بہ عقائد تورپشتی ہے لکھا ہے وپیش از آمدن رسول علیہ
الصلوۃ والسلام بزبان انبیاء پیشین کہ وصف پیغمبر کردہ اند گفتہ شد کہ محمد آخر انبیاء است
و در کتب انبیاء ہمہ یاد کردہ اند کہ محمد خاتم انبیاء است و معنی خاتمیت آنکہ مثلاً قاری گوید کہ
من بآخر سورہ ناس رسید ختم قرآن نمودہ ام زندیقان کہ منکر خاتمیت اند ظاہراً انکار
آن زبانی اظہار نیارند کردن اما بہ بہانہ ان اللہ علی کل شیئ قدیر پای در نہند و اہل اسلام
را در بہشت اندازند پس ہر کہ گوید بعد از وی صلعم نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و نیز آنکس
کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است انتہی ۔ یہان آنکا صاحب ستارہ محمدی
کی دیانت کا بہی کچہ تتمہ دکہلانا مناسب ہے جنہون نے بڑے فخر سے لکہا ہے کہ تقویت الایمان
کے اس مضمون (خدا چاہے تو ایک آن مین جبرائیل و محمد جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے)
کو مطابق کلام اللہ کی آیتین موجود ہین دیکہو پہلی آیت سورہ نساء مین ہے ان یشاء یذہبکم
ایہا الناس ویات باخرین وکان اللہ علی ذلک قدیراً دوسری آیت سورہ ابراہیم مین ہے ان یشاء
یذہبکم ویات بخلق جدید وما ذلک علی اللہ بعزیز **جواب** ۔ یہان تو آپکی مسلمانی خصوصاً اتباع
سنت نبوی کی قلعی خوب کہل گئی کہ ان آیات کو جو کفار کے حق مین ہین اپنا مطلب
ثابت کرنے کے لئے ناحق آنحضرت پر منطبق کرکے اپنے آپکو دوزخ کا ایندہن بنایا اگرچہ
آیات مذکورہ بالا کی ماقبل و مابعد آیات کو دیکہکر ایک طفل مکتب بہی صاف معلوم کر سکتا ہے
کہ آیات مذکور کفار کے حق مین ہین مگر ہم الزاماً تفاسیر سے بہی کچہ پیش کرتے ہین دیکہو پہلی
آیت مین ایہا الناس کے نیچے تفسیر معالم التنزیل مین لکہا ہے یعنی الکفار بیضاوی
مین ہے ۔ ہذا القدیر لمن کفر بہ وخالف امرہ وقیل ہو خطاب لمن عاد رسول اللہ من العرب انتہی

اور تفسیر حسینی مین لکہا ہے کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ نے مسلمانون کی
پشت پر دست مبارک مارکہ فرمایا کہ یات باٰخرین سے مراد تم ہی لوگ ہو۔ اور دوسری آیت
مین ان یشایذ ہبکم کے نیچے تفسیر عباسیؓ مین لکہا ہے یعنی یا اہل مکہ اور تفسیر حسینیؒ مین لکہا ہے
ببرد شمارا اے اہل مکہ و معدوم گرداند و بیارد آفریدہ نو بجاے شما کہ در کفر و تکذیب مثل شما
نباشند انتہی۔ علاوہ اسکے مؤلف ستارہ نے اس خیال سے کہ شاید کوئی قرآن نکالکر ان
آیات کو دیکہے اور ہمارا بہتان و کذب ظاہر ہو ان آیات کے پتہ دینے مین یہہ چالاکی کی کہ پہلی
آیت کا سورہ نسا مین پتہ دیکہ حاشیہ پر لکہدیا کہ یہہ آیت چوتہے سیپارہ کے چوتہے پاؤ مین ہے
حالانکہ پانچوین سیپارہ مین ہے اور دوسری کی نسبت متن مین سورہ ابراہیم کا پتہ لکہکر حاشیہ
پر لکہدیا کہ یہہ سورہ فاطر کے تیسری رکوع مین ہے حالانکہ کہان سورہ ابراہیم کہان سورہ فاطر اور ترمیم
کرکے جو دوبارہ رسالہ مذکور چہپوایا تو اوسمین بہی اس کارسازی کو قایم رکہا تا کہ یکایک
لوگون کو آیات مذکورہ قرآن مین دستیاب ہوسکین واہ یہہ کیا دینداری ہے کیا اتباع سنت
نبوی اسی کا نام ہے کہ معاذ اللہ آنحضرت کو زمرہ کفار مین شمار کردیا افسوس اس زمانے بہی
آنا تہا کہ جن باتون کی مخالف اسلام جرأت نہین کرسکتے تہے اون کو خود مدعیان اسلام اسلام
کے پیرایہ مین کہنے سے نہین گزرتے ہے لباس مومنان کار شیاطین۔ اور صاحب ستارہ
جو آیۃ ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر کو بار بار پیش کرتے ہین اس سے اونکے دعوی کو کچہہ بہی تائید نہین
ہوتی کیونکہ تفسیر بیضاویؒ مین لکہا ہے کہ اس آیت مین لفظ شے کا مختص ہے ساتہہ موجود
کے کیونکہ شے اصل مین شاء کی مصدر ہے، جو کبہی بمعنے شائی یعنے فاعل کے بولی جاتی ہے اور
اس صورت مین خدا تعالی کو بہی شامل ہے قل ای شیءٍ اکبر شہادۃ قل اللہ ط
اور کبہی بمعنے مشئ اخری یعنے مفعول کے بولی جاتی ہے اور جس چیز کو خدا نے چاہا ہو وہ موجود
ہے گو ظہور اوسکا پیچہے ہو اور اسی پہ مبنی ہے قولہ تعالی ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر
اور واللہ خالق کل شے یعنے مطلب یہہ ہے کہ اس آیت مین لفظ شے کا عام نہین بلکہ بمعنے مفعول
بولا گیا ہے اور اس آیت کے یہہ معنے ہین کہ خدا ہر ایک چیز پر جسکو اوسنے چاہا ہے قادر ہے ورنہ اگر عام
لیا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خدا اپنا ثانی بہی پیدا کرنے پر قادر ہے کیونکہ شے مین خدا بہی داخل ہے

ی دیکھو صفحہ ۱۱ جلد اول
ی صفحہ ۲۴
ی تفسیر حسینی صفحہ ۷ جلد اول
ی صفحہ ۷

سو یہہ محال ہے اسلیئے دیگر تفاسیر مین لفظ شئے کا معنے مفعول ترجمہ کیا گیا ہے چنانچہ تفسیر جلالین مین لکہا ہے علی کل شئی ای شاءہ قدیر اور معالم مین لکہا ہے وقرء ابن عامر وحمزۃ شاء وجاء حیث کان بالامالۃ انتہی اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین لکہا ہے وقد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی ان اللہ علی کل شئی قدیر بما شاءہ لیخرج ذاتہ وصفاتہ وما لم یشأ من مخلوقاتہ وما یکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شئی تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ پس آیۂ ہمارے دعوے کی موید ہے اور مخالفین کے مزعومات کی سراسر مبطل ہے ۔ ہم الزام اونکو دیتے ہین قصور اپنا نکل آیا ۔ مولوی غلام قادر صاحب کی اس تقریر پر کہ جب خدا تعالی نے حضرتؐ کو خاتم النبیین فرمایا تو دو حال سے خالی نہین خدا کو علم تہا کہ کوئی روح مثل رسول خدا کے ہے یا نہ تہا اگر علم خدا مین تہا تو کہنا خاتم النبیین کا کذب اور دروغ ہوا اور یہہ کفر ہے اور اگر نہ تہا تو اب تقویۃ الایمان والا کہان سے لکہتا ہے کہ خدا چاہے تو محمد جیسے کروڑون پیدا کر ڈالے ۔ اسکا جواب صاحب شہاب ثاقب یہہ دیتے ہین ۔ **قولہ** اگر ایسا ہی ہے تو کئی جگہہ تکذیب قرآن لازم آویگی چنانچہ پہلی نظیر آپ فرماتے کہ جب خدا نے خاتم النبیین فرمایا تو دو حال سے خالی نہین خدا کو علم تہا کہ کوئی روح مثل رسول خدا کے ہے یا نہ تہا اگر تہا تو کہنا خاتم النبیین بقول آپکے کذب ہوا اگر نہ تہا تو خدا کہان سے فرماتا ہے ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ۔ **جواب** ۔ جب خدا نے آنحضرتؐ کو خاتم النبیین فرمایا تو کوئی روح مثل رسول خدا کے خدا کے علم مین نہ تہی جیسا کہ تفسیر جلالین مین زیر آیت ولو کان اللہ بکل شئے علیما لکہا ہے بان لا نبی بعدہ اور آیت ولو شئنا اسکے مناقض نہین جیسا کہ آپنے اپنی خوش فہمی سے سمجہا ہے چنانچہ اسکا بیان پیچہے مفصل گذرا **قولہ** دوسری نظیر جب خدا نے ولا یزالون مختلفین (یعنے بنی آدم ہمیشہ آپسمین مختلف رہینگے) فرمایا تو محال سے خالی نہین خدا کو علم تہا تمام بنی آدم کا ہمیشہ تک ایک ہی اعتقاد پر متفق رہنے کا یا نہ تہا اگر تہا تو کہنا ولا یزالون مختلفین کا بقول آپکے کذب ہوا اور اگر نہ تہا تو اللہ کہانسے فرماتا ہے ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ یعنے اگر چاہے تیرا رب کردے سارے اولاد آدم کو ایک ہی گروہ **جواب** ۔ خدا کو علم تہا کہ تمام بنی آدم ایک اعتقاد پر نہ رہینگے اور آیت ولو شاء اسکے مناقض نہین ہے

صرف آپکے فہم کا قصور ہے کہ شاء کا ترجمہ (چاہے) کردیا حالانکہ اوسکا ترجمہ (چاہتا) ہے یعنے
اگر تیرا رب چاہتا تو البتہ تمام لوگ ایک ہی گروہ ہوتے مگر اوسنے ایسا نہین چاہا اسلیے ہمیشہ مختلف
رہینگے - واہ اسی مادہ علمی پر تصنیف و تالیف کا شوق ہوا ہے قولہ جب خدا نے ان الذین
حقت علیہم کلمۃ ربک لایؤمنون یعنے جن لوگو نپر سچ ہوا کلمہ تیرے رب کے عذاب کا وہ کبھی ایمان نہ لاوینگے
فرمایا تو دو حال سے خالی نہین خدا کو علم تہا تمام بنی آدم کے با ایمان ہوجانیکا یا نہ تہا اگر علم
خدا مین تہا تو کہنا ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک لایؤمنون کا نعوذ باللہ کذب اور دروغ ہوا
اور یہ کفر ہے اور اگر نہ تہا تو اب خدا کہانسے فرماتا ہے ولو شاء ربک لآمن من فی الارض کلہم جمیعا
اگر چاہتا تیرا رب ضرور ہی مومن ہوتے سارے لوگ جو زمین مین ہین سب ہی - جواب
خدا کو علم تہا کہ جن لوگون پر ہمارا کلمہ سچ ہوا وہ کبھی ایمان نہ لاوینگے اور دوسری آیت اسکی
مناقض نہین کیونکہ خدا کہتا ہے کہ ہمنے چاہا ہی نہین کہ سب لوگ ایمان لاوین پس اب مناقض
کہان رہا سہ کی بناوٹ بہت سی باتون مین ÷ پرکہین چہپتی ہے بنائی بات.
اسکے بعد مؤلف نے بعنوان (جواب تحقیقی) محال عقلی کے قضیہ کو چہیڑ کر اوسمین پہر وہی
آیات ان اللہ علی کل شئ قدیر اور ولو شئنا لبعثنا کو پیش کیا ہے جنکا جواب کما ینبغی
پہلے ہو چکا ہے اور نیز چونکہ محال عقلی کی نسبت مولوی فضل حق و مولوی فضل امام و مولوی
محمد قاسم صاحب بشرح و البسط بحث کرکے متعدد رسالہ تالیف کر چکے ہین اور محال عقلی کا مسئلہ
ایسا ہے کہ عوام اوسکے سمجھنے سے بعید ہین اسلیے اوسکے جواب کی یہان کچھ حاجت نہین ناظرین
خود اوسکا دفعیہ کر سکتے ہین -

مؤلف ستارہ محمدی نے آٹہہ رسالہ ترمیم کرکے چہپوایا ہے اور اوسمین شیخ شرف الدین احمد بن
یحیی منیری کے مکتوب ۳۵ سے یہہ عبارت نقل کی ہے کہ اگر خواہد در ہر لحظہ صد ہزار چون محمد بیافریند
الخ وہ حسب ذیل وجوہات قابل استناد نہین اور مبحث سے خارج ہے - اول یہہ کہ مولوی غلام
قادر صاحب کا یہہ دعوی تہا کہ چونکہ آپ لوگ بغیر قران و حدیث کے اور کوئی بات نہین مانتے
اسلیے اپنے پیشوا کے ہر ایک قول کو جو اونسے تقویۃ الایمان مین کہا ہے قران یا حدیث سے ثابت کرو - دوم یہہ کہ
تم خود ہی حسب تحریر حضرت مجتہد امرتسری کے صوفیائے کرام کو جو صرف نقشبندی - چشتی

قادری - سہروردی فرقون مین منحصر ہین جنہین صاحب مکتوب مذکور بہی داخل ہین منجملہ کے
فی الرسالت وشرک فی الالوہیت سمجہتے ہو تو پہر اونکے اقوال سے سند کیون لیتے ہو - سوم اگر آپ
اہل تصوف کے قول سے سند پکڑتے ہین تو آپکو صوفیائے کرام کا یہہ قول بہی ماننا پڑیگا کہ آنحضرت
کی تین صورتین ہین - ایک بشری - دوسری ملکی - تیسری حقی جیساکہ تفسیر حسینی مین سورہ
مریم کے شروع کہیعص کی تفسیر مین لکہاہے در مواہب صوفیان بادیہ از مواہب الہی کہ بیان
حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ والدین سمنانی قدس سرہ فرود آمدہ مذکور است کہ حضرت رسالت
پناہ را سہ صورت است یکی بشری قولہ تعالی انما انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است انی
لست کاحدکم ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی سوم حقی کما قال علیہ السلام لی مع اللہ
وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل وازین روشن تر من رانی فقد رای الحق
وحضرت اللہ تعالی را باو در ہر صورتی سخنے بعبارتی دیگر واقع شدہ در صورت بشری کلمات
مرکبہ چون قل ہو اللہ احد و در صورت ملکی حروف مفردہ مانند کہیعص و در صورت
حقی کلام مبہم کہ فاوحی الی عبدہ ما اوحی انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت
مین لکہاہے - بدانکہ احوال واوصاف شریف آنحضرت صلعم دو قسم اند یکے از آنچہ مذکور اند در
احادیث واخبار کہ ماثور اند بنقل ثقات ومسطور اند در کتب سیر از اخلاق وصفات کہ کافی
ووافی اند در نبوت ورسالت وے وافضلیت واکملیت وے از سائر انبیا ورسل ومنتہی دیگر است
کہ مکاشفان اسرار حقیقت ومشاہدان انوار وحدت بدیدہ بصیرت دریافتہ اند کہ انبیاء مخلوق اند
از اسمائے ذاتیہ حق واولیاء از اسماء صفاتیہ وبقیہ کائنات از صفات فعلیہ وسید رسل مخلوق است
از ذات حق وظہور حق در وے بالذات است انتہی ملخصاً پہر دوسری صفحہ مین لکہتے ہین پس
انبیاء واولیاء علیہم صلوات اللہ وسلامہ مظہر اسمائے وصفات گشتند ومحمد مظہر ذات حق پس گشت
ذی عظام مقام اجلال واکرام علیہ بالذات وعلیہم بواسطہ افضل الصلوات والسلام وچون
سید رسل مخلوق است از ذات حق وظہور حق بدوے بالذات است منفرد وفائق آمد از ہر کہ
غیر اوست در تمامہ صفات وجمیع کمالات وہم ازین جہت ناسخ است دین وے سائر ادیان را انتہی
اور اسکے بعد چند صفحات مین قرآن وحدیث سے اسکو دلائل بیان کئے ہین - اب آپکو لازم ہے

کہ اہل باطن کے قول مذکورہ بالا کو بھی بالراس والعین تسلیم کرین ورنہ یومنون ببعض ویکفرون ببعض
کا مصداق ہونا پڑیگا حالانکہ آپ اس سے صرف انکار ہی نہین کرتے بلکہ آنحضرت کی نفی صورت
اور خدا کی ذات سے مخلوق ثابت کرنیوالون کو کافر تک کہنے سے نہین چوکتے جیسا کہ آپکے مجیب
امرتسری نے تحقیق الکلام کے صفحہ ۱۴ مین سے گفتہ او گفتۂ اللہ بود کے قایل تک کو مشرک
کہا ہے پس جب آپ اہل باطن کے بیان مذکورہ بالا کو مان لینگے تو اوسوقت ہم آپکو مکتوب
مذکور کی عبارت موولہ کی ٹھیک تاویل بھی سمجھا دینگے اور یہہ بھی ظاہر کر دینگے کہ ہم صاحب
مکتوب کو عبارت مذکورہ کے لکھنے پر اسلئے ملامت نہین کرتے۔ مسئلہ آمین **قولہ** نہ یہہ بات
صحیح ہے کہ آمین دعا ہے اور نہ یہہ صحیح ہے کہ ہر دعا مین اخفا ہے **جواب** باطل است آنچہ
مدعی گوید۔ آمین کو تو خود خدا تعالی نے دعا فرمایا ہے چنانچہ سورہ یونس مین باریتعالی نے حضرت
موسی و ہارون کو مخاطب کرکے فرمایا ہے قد اجیبت دعوتکما یعنی تحقیق قبول کیگئی
دعا تم دونون کی۔ تفسیر معالم التنزیل مین اس آیت کے نیچے لکھا ہے انما نسب الیہما والدعا
کان من موسی لانہ روی ان موسی کان یدعو وھارون یؤمن والتامین دعا یعنی دعا کو خدا نے دونون
کی طرف منسوب کیا ہے حالانکہ دعا موسی کیطرف سے تھی کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ موسی دعا
مانگتے تھے اور ہارون آمین کہتے تھے اور آمین کہنا دعا ہے اور تفسیر مدارک مین بھی لکھا ہے کان موسی یدعو
وھارون یؤمن فثبت ان التامین دعاء فکان اخفاؤہ اولی انتہی یعنی موسی دعا مانگتے تھے اور
ہارون آمین کہتے تھے پس یہہ ثابت ہوا کہ آمین کہنا دعا ہے پس اخفا اسکا اولی۔ ایسا ہی بیضاوی
و جلالین مین ہے کہ موسی دعا مانگتے اور ہارون آمین کہتے تھے اور تفسیر حسینی مین ہے آورده اند
کہ موسی دعا میکرد ہارون آمین میگفت و آمین گوینده در دعا شریکست از ینجہت گفت کہ
دعائے ہر دو مستجاب شد انتہی اور صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ کہا عطا نے کہ آمین دعا ہے اور
یہہ بھی ثابت ہے کہ آمین قرآن مین سے نہین ہے چنانچہ بیضاوی مین ہے ولیس من القرآن
وفاقا یعنی آمین بالاتفاق قرآن مین سے نہین ہے اور تفسیر مدارک مین ہے ولیس من
القرآن بدلیل انہ لم یثبت فی المصاحف یہہ ہم بھی مانتے ہین کہ ہر دعا مین اخفا نہین لیکن اسمین
بھی شک نہین کہ جو ادعیہ قرآن مین سے نہین اونمین بدلیل آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ

کے اخفار اولی ہے کیونکہ اخفار مین اخلاص ہے، جیسا کہ بضیاوشی مین ہے فان الاخفا دلیل
الاخلاص اور اخلاص دعار کا اصل اصول ہے اور مرقاتہ شرح مشکوۃ مین ملا علی قاری نے
لکہا ہے قلت مع ان الاصل فی الدعاء یعنی لہ تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ
اخفاء ولا شک ان اٰمین دُعاء ولان اٰمین لیس من القراٰن اجماعًا فلا یکون فیہ
صوت القراٰن کما انہ لا یجوز کتابتہ فی المصحف و لھذا اجمعوا علی اخفاء
التعوذ لکونہ لیس من القراٰن انتہی یعنی اصل دعا مین بقولہ ادعوا
ربکم تضرعا وخفیہ کے اخفار ہے اور اسمین نہین شک کہ آمین دعا ہے لیس آمین مین بہی اخفار چاہئے
اور دوسری دلیل یہہ کہ آمین بالاجماع قرآن مین سے نہین پس لائق نہین کہ صوت آمین کی
مثل صوت قرآن کے ہو جیسے کہ قرآن مین اوسکی کتابت جائز نہین ہے اسیواسطے اجماع ہے اس امر
پر کہ اعوذ کو آہستہ سے پڑہے کیونکہ قرآن مین سے نہین ہے۔

قولہ کیونکہ اول تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہی دعا نہین چنانچہ موطا امام محمد مین لکہا ہے
فاما ابو حنیفۃ فقال یؤمن خلف الامام ولا یؤمن الامام انتہی اور مبسوط مین ہے روی عن ابی حنیفۃ
انہ قال ولا یقول الامام آمین انما یقولہ الماموم وذلک لان الامام داع والماموم مستمع
وانما یؤمن المستمع لا الداعی کما فی سائر الادعیۃ خارج الصلوۃ انتہی۔ اسیطرح جامع الرموز اور
تفسیر ابی السعود اور بیضاوی مین ہے، اور ابوداؤد مین ابو مصبح سے روایت ہے قال کنا نجلس الی
ابی زھیر النمیری وکان من الصحابۃ یحدث احسن الحدیث فاذا دعا الرجل منا بدعاء قال اختمہ بآمین فان
آمین مثل الطابع علی الصحیفۃ الی آخر الحدیث ان اقوال سے دو باتین ثابت ہوئین ایک یہہ
کہ آمین دعا نہین دوسری یہہ کہ فاتحہ امام صاحب کے نزدیک دعا ہے اور باوجود دعا ہونیکے
تین نمازون مین بلند آواز سے پڑہی جاتی ہے **جواب** اون دلائل قطعیہ سے جو ہمنے ابہی
اوپر بیان کئے ہین بالکل اغماض کرکے ان اقوال سے ثابت کرنا کہ آمین دعا نہین بالکل اس
مثل کے مطابق ہے کہ اندہے کو تاریکی مین بڑی دور کی سوجہی اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ یا تو دینداری
منظور نہین یا اقوال مذکورہ بالا کے سمجہنے کا مادہ نہین بیت بے فہم اگر چشمہ روز دیکتاب
نتواند دید روز ہو معنے در خواب - اول تو امام صاحب کا یہہ قول کہ مقتدی آمین کہے اور امام

نہ کہو اونکی مشہور روایت کے خلاف ہے چنانچہ مسند خوارزمی مین جو مسند امام اعظم کے نام سے
مشہور ہے لکھا ہے ۔ ابو حنیفة عن حماد عن ابراھیم قال اربع یخافت بھن
الامام سبحانك اللھم وبحمدك والتعوذ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وآمین یعنی چار چیزین
امام آہستہ پڑھے ایک سبحانک اللھم دوسری اعوذ تیسری بسم اللہ چوتھی آمین ۔ اور تفسیر بیضاوی
مین لکھا ہے والمشھور عنه ان یخفیه کما رواہ عبد اللہ بن المغفل وانس یعنی روایت مشہور
امام ابو حنیفہ سے یہہ ہو کہ امام آمین کو آہستہ کہے جیسا کہ اس اخفا کی روایت کو عبد اللہ بن مغفل
اور انس نے روایت کیا ہے ۔ مسوی شرح موطا امام مالک مین لکھا ہے قال ابو حنیفة یسن
للامام والماموم ان یؤمنا ولیسرا بالتامین یعنی امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ امام اور مقتدی
دونون کے لئے سنت ہو کہ آمین کہین اور ہولی کہین ۔ اسلئے تمام متون وشروح فقہ مثل کنز الدقائق
ومختصر وقایہ اور در مختار اور شرح وقایہ وہدایہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ امام اور مقتدی دونون آمین
کہین پس ان اقوال سے ثابت ہوا کہ صحیح اور مفتی بہ روایت امام صاحب سے یہی ہے کہ امام
اور مقتدی دونون آمین کہین لیکن جو متروک روایت امام صاحب کی ہے اوس سے یہہ کسیطرح سمجھ
نہین ہو سکتا کہ آمین دعا نہین جیسا کہ آپنے اپنی خوش فہمی سے سمجھ لیا ہے کیونکہ داعی دو قسم
ہے اول داعی بالفعل ہے جسکی دعا سنکر لوگ آمین کہتے ہین اوسکے مقابل کو مستمع کہا جاتا ہے
دوسرا داعی بالقوہ ہو کہ آمین کہنے کے باعث داعی ہو پس روایت متروکہ مین امام صاحب
کی مراد داعی سے قسم اول ہے پس امام صاحب کی ہر دو روایات مین آمین کے دعا ہونے مین
کوئی منافات نہین ہے اور نیز روایت مذکور سنت موسویہ پر مبنی ہے کہ جسطرح حضرت موسیٰ نے
دعا مانگی تھی اور حضرت ہارون صرف آمین کہتے رہے تھے اور خدا نے اوسکو قبول کیا جسکا حال
آیت قد اجیبت دعوتکما مین پیچھے گذرا اسیطرح امام بھی بروقت سورہ فاتحہ پڑھنے کے داعی
ہوتا ہے اسلئے مثل ہارون کی صرف مقتدی کو ہی آمین کہنا چاہئے گو وہ دعا خارج از صلوۃ
تھی مگر صورت ایک ہی ہے چنانچہ اسی اثر پر ادعیہ خارج صلوۃ مین عمل ہو رہا ہے کہ امام دعا
مانگا کرتا ہو اور لوگ صرف آمین کہا کرتے ہین اور امام کا آمین نہ کہنا امام مسلم کی اوس
حدیث پر مبنی ہے جو مشکوۃ کے باب القرات فی الصلوۃ کے فصل اول مین ہے ۔

پھر جب تم نماز پڑھو پس برابر کرو اپنی صفون کو پھر امامت کرے تم مین سے کوئی پس جب وہ تکبیر
کہے پس تم تکبیر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے پس تم آمین کہو قبول کرتا ہے اللہ تمہاری
دعا کو پس جب وہ تکبیر کہے اور رکوع کرے پس تم بھی تکبیر کہو اور رکوع کرو اور جب سمع اللہ لمن حمدہ
کہے پس تم ربنا لک الحمد کہو سنتا ہے اللہ تمہاری حمد کو۔ دیکھو اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ
آمین کہنا صرف مقتدیون کا ہی منصب ہے مگر چونکہ اور حدیثون مین امام کے آمین کہنے کا ذکر
ہوا ہے اس لئے امام صاحب نے اونکے مطابق امام و مقتدی دونون پر آمین کا کہنا سنت قرار
دیا ہے اور ابو داؤد کی حدیث بحوالہ بالا تو ہمارے مفید اور آپکے دعوی کی مضر ہے کیونکہ
اوسکا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ جب کوئی دعا مانگے تو اوسکو آمین کے ساتھ ختم کرے
کیونکہ آمین مثل خاتم کے ہے صحیفہ پر سو اس سے کسیطرح مفہوم نہین ہو سکتا کہ وہ دعا نہین کیونکہ خاتم
اوس شے سے جس پر ہوتا ہے ہر گز علحدہ نہین ہوتا ورنہ معاذ اللہ لازم آویگا کہ آنحضرت پیغمبر نہ تھے کیونکہ اونکو بھی خدا نے
خاتم النبین فرمایا ہے بلکہ اس امر کی مثبت ہے کہ جبتک آمین کے ساتھ دعا کو ختم نہ کیا جاوے
وہ ختم ہی نہین ہوتی اور جسطرح خط بغیر نام و دستخط کاتب کے غیر معتبر ہوتا ہے اسیطرح دعا بھی
آمین کے بغیر غیر مختتم ہے۔ اور فاتحہ کے نماز جہریہ مین اونچا پڑھنے کی نظیر پیش کرنا محض مغالطہ
اور ڈھکوسلا ہے یہہ اوسوقت قابل لحاظ ہو سکتا تھا کہ جب سورہ فاتحہ قرآن مین سے نہو تی
اور مثل آمین کے ہوتی جب ایسا نہین ہے تو ہمارا مطلب یہہ ہے کہ جو احادیث آمین کے اخفا
مین آئی ہین وہ آیت ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ اور آیت واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ
ودون الجہر من القول اور اذ نادی ربہ ندا خفیا سے تقویت پاکر اور مطابقت کلی حاصل کرکے اون
تین احادیث پر کلی ترجیح و فوقیت رکھتی ہین جو آپنے آمین بالجہر مین نقل کی ہین پس آمین ہولی
کہنا ہم بموجب احادیث اور ہم مطابق قرآن ہوا اور احادیث آمین بالجہر ہمارے اس عمل کے کچھ
مضر نہین کیونکہ اول تو وہ حدیثین من حیث السند بالکل ضعیف ہین اور ہرگز حجت کے لائق نہین
چنانچہ پہلی حدیث مین محمد بن کثیر راوی کثیر الغلط ہے جیسا کہ تقریب التہذیب مین مصرح ہے
دوسری حدیث مین ابن ابی لیلی راوی بہت سیئ الحفظ ہے اور حجیۃ بن عدی راوی مخطی ہے
جیسا کہ تقریب مین ہے۔ تیسری حدیث مین یونس بن ابی اسحاق راوی وہمی اور ابو اسحاق

غلط سے جیسا کہ تقریب مین ہے اور نیز یہہ حدیث منقطع ہے کیونکہ عبد الجبار نے اپنے باپ وائل
بن حجر سے کوئی حدیث نہین سنی بلکہ وہ چھ ماہ بعد وفات اپنے باپ کے پیدا ہوا ہے۔ دوم وہ ہمارے
نزدیک محمول ہے تعلیم مین یعنے آنحضرت نے بعض وقت آمین اسلئے اونچی کہی ہے کہ مقتدیون
کو تعلیم حاصل ہو کہ وہ بھی آمین کہا کرین چنانچہ قسطلانی شرح صحیح البخاری مین لکھا ہے وقال
الحنفیة والکوفیون ومالک فی روایة عنه بالاسرار لانه دعاء وسبیله الاخفاء
لقوله تعالی ادعوا ربکم تضرعا وخفیة وحملوا ماورد من جهره علیه الصلوٰة والسلام علی التعلیم ایسا ہی
تفسیر بیضاوی کے حاشیہ عصام مین ہے۔

قوله یہان پر مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب کی یہ بات نہایت صادق آئی کہ حنفی اپنے اس
قاعدہ پر کہ آیت قطعی ہوتی ہے اور حدیث ظنی اور قطعی کے مقابلہ مین ظنی پر عمل جائز نہین
پابند نہین رہتے بلکہ جہان اس قاعدہ پر چلنے سے امام کے مذہب کی پیروی چھوٹتی ہے وہان
اس قاعدہ کو بالائے طاق رکھکر آیت کے مقابلہ مین حدیث ظنی بلکہ قول صحابی بلکہ رائے فقیہ سے
تمسک کرتے ہین چنانچہ اول جمعہ مین قرآن یون ناطق ہے یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰة
من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع دیکھو یہہ صریح ہے کہ جمعہ کے واسطے بادشاہ یا شہر
یا بازار ہونیکی کچھ شرط نہین پھر حنفیہ اس آیت کو نہین مانتے اور کہتے ہین کہ جہان شہر و بازار و حاکم
نہین وہان نماز جمعہ صحیح نہین انتہی ملخصًا۔ **جواب** اگر آپکو حنفیون کے قواعد سے جو اصول
فقہ مین مذکور ہین کچھ بھی واقفیت ہوتی تو اس آیت کو دیکھکر مثل اپنے مولانا محمد حسین صاحب
بٹالوی کے کبھی دہوکہ نہ کہاتے مگر مشکل تو یہہ ہے کہ آپکے فرقہ مین مبلغ علم کا یہہ مقدار آن ٹھہرا
ہے کہ جسنے قرآن کا کچھ ترجمہ اور حدیث مین مشکوٰة یا مشارق الانوار کا کسیقدر ترجمہ پڑہ لیا وہ
مجتہد مطلق ہو کر ائمہ سلف پر طعن کرنے بیٹھ گیا بلا سے اوسکو اونکی بات کی سمجھ آوے یا نہ آوے
بیت چشم بداندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنرش در نظر۔ حضرت سلامت حنفی کبھی
آیت کے مقابلہ مین حدیث پیش نہین کرتے لیکن چونکہ احادیث اکثر قرآن کی تفسیر ہین اور
اگر احادیث نہوتین تو بقول عارف شعرانی کوئی قرآن کا مطلب سمجھ سکتا اسلئے حنفیون کا ایک
یہہ بھی قاعدہ ہے کہ جب کسی آیت کے عام حکم سے جسمین بہت سے افراد شامل ہون کوئی اور آیت

ایک یا زیادہ افراد کو نکالدیو تو پہر حدیث احاد بلکہ قیاس مجتہد بہی اوسمین سے کوئی فرد نکال سکتا ہے مگر شرط یہہ ہی کہ اس فرد کے نکلنے سے آیت مذکور مرتبہ عمومیت سے نکلکر خاص نہ بجادے جب یہہ قاعدہ آپکے ذہن نشین ہوگیا تو اب ہم کہتے ہین کہ آیت مذکور مین جو یہہ کلمہ وارد ہے یاایہا الذین امنوا اسمین لڑکا و مجنون و مریض و عورت و غلام و نابینا و اپاہج وغیرہ سب شامل ہین اور سب پہ جمعہ فرض ہے حالانکہ لڑکا و مجنون مکلف شرعی نہین اور مریض و نابینا و اپاہج آیت لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج ولا علی المریض حرج سے مستثنیٰ ہوگئے پس جب اسقدر افراد آیت مین سے نص قطعیہ سے خارج ہوگئے اور انپر جمعہ واجب نرہا تو اب چند افراد مثل عورت و غلام کے یا اوس شخص کے کہ شہری ہو یا جہان حاکم نہو اون احادیث سے جو اسباب مین کتب احادیث مین مذکور ہین خارج ہوگئے اور باوجود ان افراد کے مستثنیٰ ہونیکے پہر بہی آیت اپنے عمومیت پہ قایم ہے ہم کبہی اپنے قاعدہ سے انحراف نہین کرتے یہہ ستہ مرغی آپکے فرقہ کا ہی وتیرہ ہے اور المرء لقیس علی نفسہ کے ہمکو بہی آپ اپنے اوپہ قیاس کرتے ہین ہبا ہو خدا کوئی تو ایسا مقام نکالکر دکہاؤ جہان ہمنے مجتہدین و فقہا کے قواعد مین سے کسی قاعدہ کا جو انہون نے کتب اصول فقہ مین معرفت قرآن و احادیث اور نصوص شرعیہ کے لئے مقرر کئے ہین اس غرض سے انحراف کیا ہو کہ اوس سے امام کے مذہب کی تقلید چہوٹتی ہے - یہہ جو آپنے کہا کہ آیت مین شہر یا بازار کی کوئی شرط نہین معلوم ہوتا ہے کہ آپنے آیت مذکورہ کو نہین سمجہا اگر آپ قطع نظر حدیث کے جو شہر کی شرط مین وارد ہے کلمہ ذروا البیع پہ ہی نظر ڈالتے تو آپکو خود بخود معلوم ہوجاتا کہ وہ بہی عموماً شہر پہ ہی دال ہے -

قولہ دوم آیت انما حرم علیکم المیتۃ والدم مین خداتعالیٰ نے تمام مرداروں کو حرام فرمایا ہے اور مچہلی کی بابت حنفی اس حدیث پہ کہ حضرت نے فرمایا میری امت پہ دو مردار حلال ہین مچہلی اور بکری عمل کرکے آیت چہوڑ دیتے ہین انتہی ملخصاً - **جواب** ہم مچہلی کی حلت مین بہی آیت پہ ہی عمل کرتے ہین اور حدیث مذکور بطور تائید کے ہے دیکہو خداتعالیٰ سورہ مایدہ مین فرماتا ہے احل لکم صید البحر و طعامہ متاعا لکم وللسیارۃ یعنی حلال کیا گیا واسطے تمہارے شکار کرنا دریا کا اور کہانا اوسکا فائدہ ہے واسطے تمہارے اور واسطے مسافرون

کے اور سورہ نحل مین ہے وھو الذی سخر البحر لتاکلوا منہ لحما طریا اور وہ ہی جسنے مسخر کیا دریا کو تو کہاؤ
اوسمین سے گوشت تازہ یعنے مچہلی علاوہ اسکے جو مچہلی اپنی موت سے مرگئی ہو ہم اوسکو بہی
حرام سمجہتے ہین جیساکہ ابوداؤد و ابن ماجہ مین جابر سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم ما القاہ
البحر او جزر عنہ الماء فکلوہ وما مات فیہ وطفا فلا تاکلوہ یعنے حضرت نے فرمایا کہ جس مچہلی کو دریا
کنارہ پر ڈالدے یا جس سے پانی منقطع ہوگیا ہے وہ مچہلی کہالو اور جو دریا مین مرگئی ہے اور
تیر آئی ہے اوسکو مت کہاؤ۔ اور پہلی حدیث مین جو حضرت نے مچہلی و ٹڈی کو مردار فرمایا
ہے وہ اس جہت سے نہین کہ مچہلی موت سے مری ہوئی کہالو بلکہ اونکو اوس لحاظ سے مردہ
فرمایا ہے کہ بغیر ذبح کے اونکا کہانا درست ہے کیونکہ وہ قابل ذبح نہین بلکہ اونکا پانی سے باہر
نکالنا ہی بمنزلہ ذبح کے ہے چنانچہ جابر سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم ما من دابۃ فی البحر
الا وقد ذکاھا اللہ لبنی آدم رواہ الدار قطنی نہین ہے کوئی جانور دریا مین مگر یہہ کہ ذبح
کیا ہے اوسکو اللہ نے واسطے بنی آدم کے۔ پس اس نظیر مین بہی ہم عامل بالقرآن
ثابت ہوئے اور الزام آپکا محض باطل و رد ہوکر وہی ٹہرا ؎ ہمنے ای نالۂ دل تیرا اثر دیکہ
لیا ؛ ہوا تجہسے کوئی کار نمایان اثنبک ؛ یہانتک تو اون جوابون کا جواب الجواب دیا گیا جو
مؤلف شہاب ثاقب و ستارہ محمدی نے اشتہار مباحثہ سیالکوٹ کی نسبت لکہے تہے اب مؤلف
ستارہ کے اون ہذیانات کی تردید کیجاتی ہے جو اوسنے اپنے رسالہ کے اخیر مین لکہے ہین۔
قولہ رسالہ اظہار الحق کے صفحہ ۱۰ مین یہہ فتوی کہ پیغمبر مایہ شام کا جو مشہور ہے بنانا اوسکا
ساتہ پیغمبر مایہ سور کے اور آیا جناب رسول خدا کے پاس پنیر اونکے پاس سے پس کہایا آنحضرت
نے اوسے اور نہ پوچہا اوس سے۔ اول تو یہہ فتوی خاص مولوی عطا محمد صاحب ہوشیارپوری
حنفی المذہب کا ہے اور ہم مین سے کسی علماء کا یہہ اعتقاد نہین دوم یہہ رسالہ علماء
لاہور و دہلی کے پاس مرتب ہوکر پیش نہین ہوا بلکہ علیحدہ سوال مستقل اونکے پاس پہونچے
جنکے جواب آئے پہر خان احمد شاہ نے اونکو رسالہ مین شامل کردیا علماء نے نہ کوئی فتوی
سند بیج رسالہ قبل طبع کے آنکہہ سے دیکہا اور نہ اوسپر مہر کی واللہ علی ذلک شہید وکفی باللہ
شہیدا انتہی **جواب مصرعہ** چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد۔ یہہ سب بیان

آپکا محض دروغ بیفروغ اور آپکی دینداری کا عمدہ ثبوت ہے شاید اتنا بڑا جھوٹ آپنے اسلئے
بولا کہ وہ رسالہ کسی کے پاس نہوگا اور ہوگا دیکھنا و واقفون کے سامنے بری الذمہ ہوجاوینگے حالانکہ
رسالہ مذکور جابجا سے آپکو جھٹلا رہا ہے اور صاف صاف بتلا رہا ہے کہ پہلے یہہ مسئلہ یعنی
نصاری کے ساتھہ کھانا کھانے کا مولوی غلام علی صاحب امرتسری کے پاس آیا جنہون نے
صفحہ ۱۰ سے لیکر ۱۷ تک اباحت کا فتوی دیا۔ پھر مولوی عطا محمد پاس آیا اونہون نے صفحہ
۱۷ مین آخر مین یہہ عبارت لکھکر کہ منے اس فتوی کو موافق اور مطابق اصول و فروع شرع
شریف کے پایا۔ اسکے بعد صفحہ ۱۸ مین پیرایہ کا ذکر کیا۔ پھر یہہ فتوی مولوی عبد اللہ جندی کے
پاس آیا اونہون نے صفحہ ۱۹ پر یہہ عبارت لکھی کل ما وقع فی ہذا الفتوی حق لا شبہۃ فیہ۔ بعد
ازان مولوی عبد العزیز نے اسی صفحہ مین یہہ عبارت لکھی آنچہ حضرت شیخنا و مولانا و
بالفضل اولانا علامۃ الزمان و فہامۃ الدوران مولوی غلام علی صاحب جواب از مسائل کتب
اصولیہ قرآن و حدیث قلمی فرمودہ حق است۔ پھر مولوی نظام الدین صاحب نے صفحہ ۲۰ پر
لکھا ہے جو کچھہ اوپر تحریر ہوا سب راست اور درست اور یہی اعتقاد سب اہل سنت و جماعت
و صحابہ کرام اور تابعین کا تھا۔ پھر صفحہ ۲۰ پر مولوی جمال الدین صاحب لکھتے ہین جو کچھہ عالم
معقول و منقول حاوی فروع و اصول شیخنا المکرم جناب مولوی غلام علی صاحب نے اس فتوی
مین مذہب محققین کا بیان فرمایا ہے لاریب کہ یہی حق ہے۔ پھر صفحہ ۲۳ پر حافظ عبد المنان
صاحب لکھتے ہین ما اجاب شیخنا ابو عبد اللہ العفوری فہو صحیح لا ریب فیہ۔ صفحہ ۲۴ مین مولوی
محمد نور الدین فرماتے ہین ما اجاب شیخنا فی ہذا المسئلۃ حق۔ صفحہ ۲۶ مین مولوی امام الدین
لکھتے ہین ہذہ المسائل المذکورۃ اصح و احری بالعمل و احق بالقبول اسی صفحہ پر مولوی
محمد عمر بٹالوی لکھتے ہین یہہ فتوی صحیح ہے اسمین کچھہ شک نہین۔ اب مین کہانتک بیان
کرون اخیر رسالہ مین صفحہ ۳۲ پر مولوی ہادی بخشیار لکھتے ہین مین مفتیون کے جوابون کی
تصدیق کرتا ہون کیونکہ حدیث و قرآن و شرع طریقہ محمدیہ مین ایسے اسیطرح پایا۔ اب مین
پوچھتا ہون کہ اگر آپکے فرقہ کے مولویون نے تمہارے مجتہد امرتسری اور عطا محمد کا فتوی نہین دیکھا
تھا تو وہ کہان سے کہتے ہین کہ فتوی صحیح ہے اور جو کچھہ اوپر تحریر ہوا سب درست ہے اور

مین سنیتون کے جوابون کی تصدیق کرتا ہون کیا آپ اسی جہوٹے بیان پر خدا کو گواہ لاتے
ہین افسوس خدا تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین فرماتا ہے اور آپ اسقدر دلیر ہین کہ صرف جہوٹ
ہی نہین کہتے بلکہ اپنے جہوٹے بیان کو راست دکہا کر خدا کو اوسپر گواہ لاتے ہین پس ثابت
ہوا کہ آپ اپنی ترقی تجارت اور جہوٹی ناموری مصنفی کے لئے جہوٹی قسم بہی کہا لیتے ہین
؎ ہم بندۂ زر ہین نہین دین سے کچہ کام ہمارا - مولوی عطا محمد کو ہم ہرگز حنفی نہین
سمجہتے گو وہ مثل اور بہت سے دغلے اہل علم کے تقیہ کرکے اپنے مونہہ سے حنفیت کا ادعا کرین
مگر ہم قول وفعل کو معتبر سمجہتے ہین اور نہ کتاب غایۃ الاوطار قرۃ العین کی شرح فتح المعین
جس سے اونہون نے پنیر کا مسئلہ لکہا ہے حنفیون کی کوئی کتاب ہے اگر ہو تو پتہ دو کیون محض
دہوکہ دہی پر کمر باندہ رکہی ہے - اب ہم اون اعتراضون کے جواب لکہنے کی طرف متوجہ ہوتے
ہین جو مولف ستارہ نے اپنی کتاب ظفر المبین سے نکالکر مسلمانون کو دہوکہ دینے اور سراج
الامۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متنفر کرنے کے لئے مکرر اس رسالہ مین بہی لکہدئے ہین
اور امام موصوف کی عداوت مین اپنے آپکو بخاری کی اس حدیث من عادی لی ولیا فقد
بارزنی بالمحاربۃ کا مصداق بنایا - اگرچہ اونکی کتاب مذکور کی تردید مین کتاب نصرۃ المجتہدین
برد ہفوات غیر المقلدین چہپ چکی ہے اور دوسری کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین -
کانپور مین چہپ رہی ہے اور نیز اون مسائل مطعونہ کا جواب نیر اعظم مین بہی آچکا ہے
لیکن تاہم جوش حمیت مذہبی نہین رک سکتا اور کشان کشان اس رسالہ مین بہی مختصراً اونکے
جواب لکہنے پر مجبور کرتا ہے -

قولہ ہدایہ جلد اول کے صفحہ ۲۹۶ مین لکہا ہے کہ جو شخص اپنی محرمات ابدی مثل ما اور بہین
اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے اور صحبت کرے اوسپر تو امام اعظم کے نزدیک
اسپر حد نہین آتی انتہی - **جواب** کیون جہوٹہ بولتے ہو کچہ تو خدا کا خوف کرو کہان ایسا
لکہا ہے کہ جو شخص ما اور بہین اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے بلکہ وہان تو صرف
اتنا ہی لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کرکے وطی کر بیٹہے جس سے اوسکا
نکاح حلال نہ تہا تو ایسے شخص کا امام اعظم کے نزدیک حکم یہ ہے کہ اوسکو حد نہ ماری جاوے

مین سنیون کے جوابون کی تصدیق کرتا ہون کیا آپ اسی جہوٹے بیان پر خدا کو گواہ لاتے
ہین افسوس خدا تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین فرماتا ہے اور آپ اسقدر دلیر ہین کہ صرف جہوٹ
ہی نہین کہتے بلکہ اپنے جہوٹے بیان کو راست دکہا کہ خدا کو اوسپر گواہ لاتے ہین یہانتک ثابت
ہوا کہ آپ اپنی ترقی تجارت اور جہوٹی ناموری مصنفی کے لئے جہوٹی قسم بہی کہا لیتے ہین

ہم بندۂ ہین زر ہین نہین دین سے کچہ کام ہمارا - مولوی عطا محمد کو ہم ہرگز حنفی نہین
سمجہتے گو وہ شتل اور بہت سے دوغلے اہل علم کے تقیہ کرکے اپنے مونہہ سے حنفیت کا ادعا کرین
مگر ہم قول وفعل کو معتبر سمجہتے ہین اور نہ کتاب غایۃ الاوطار قرۃ العین کی شرح فتح المعین
جس سے اونہون نے پنیر کا مسئلہ لکہا ہے حنفیون کی کوئی کتاب ہے اگر ہو تو پتہ دو کیون محض
دہوکہ دہی پر کمر باندہ رکہی ہے - اب ہم اون اعتراضون کے جواب لکہنے کی طرف متوجہ ہوتے
ہین جو مؤلف ستارہ نے اپنی کتاب ظفر المبین سے نکالکر مسلمانون کو دہوکہ دینے اور سراج
الامۃ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے متنفر کرنے کے لئے مکرر اس رسالہ مین بہی لکہدئے ہین
اور امام موصوف کی عداوت مین اپنے آپکو بخاری کی اس حدیث من عادی لی ولیًا فقد
بارز اللہ بالمحاربۃ کا مصداق بنایا - اگرچہ اونکی کتاب مذکور کی تردید مین کتاب نصرۃ المجتہدین
بردہنوات غیر المقلدین چہپ چکی ہے اور دوسری کتاب فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلدین -
کانپور مین چہپ رہی ہے اور نیز اون مسائل مطعونہ کا جواب نیر اعظم مین بہی آچکا ہے
لیکن تاہم جوش حقیت مذہبی نہین رک سکتا اور کشان کشان اس رسالہ مین بہی مختصرًا اونکے
جواب لکہنے پر مجبور کرتا ہے -

قولہ ہدایہ جلد اول کے صفحہ ۲۹۸ مین لکہا ہے کہ جو شخص اپنی محرمات ابدی مثل ما اور بہین
اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے اور صحبت کرے اونسے تو امام اعظم کے نزدیک
اسپر حد نہین آتی انتہی - **جواب** کیون جہوٹہ بولتے ہو کچہ تو خدا کا خوف کرو کہان ایسا
لکہا ہے کہ جو شخص ما اور بہین اور بیٹی وغیرہ محرمات ابدی سے جانکر نکاح کرے بلکہ وہان تو صرف
اتنا ہی لکہا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے نکاح کرکے وطی کر بیٹہے جس سے اوسکا
نکاح حلال نہ تہا تو ایسے شخص کا امام اعظم کے نزدیک حکم یہہ ہے کہ اوسکو حد نہ ماری جاوے

لیکن تعزیر دیجاوے اگر اوسکو اسبات کا علم تہا کہ میرا اس سے نکاح جائز نہین اور صاحبین

وامام شافعی کہتے ہین کہ اگر وہ جانتا تہا تو اوسکو حد ماری جائے چنانچہ بعینہ عبارت یہ ہے ومن تزوج

امرأۃ لایحل لہ نکاحہا فوطیہا لایجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ لکنہ یوجع عقوبۃ اذا کان

علم بذلک وقال ابو یوسف ومحمد والشافعی علیہ الحد اذا کان عالما بذلک انتہی

دیکہو اس عبارت مین کہان محرمات ابدیہ مثل ما بہین ۔ بیٹی کا صراحتًا کیا بلکہ کنایتًا بہی ذکر

آیا ہے جو آپنے کچہ کا کچہ ظاہر کردیا ۵ واتے برفرقہ کہ ہمت شان ؛ جملہ کیا دہی و دغا باشد

آپکا جو لفظ امرأۃ لایحل لہ نکاحہا سے جہٹ ما ۔ بہین ۔ بیٹی کی طرف خیال جا دوڑا یہہ ع

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ہے مگر آپ تسلی رکہین کہ مسلمانون مین ایسا عاقل کوئی نہو گا

جو ما ۔ بہن اور بیٹی سے نکاح کرنیکی جرأت کرسکے اگر شاذ و نادر کوئی آپ جیسا ہم خیال

ایسی جرأت کربہی سکے تو وہان نکاح کی قید لگی ہوئی ہے اور نکاح بغیر دو عاقل بالغ مسلمانون

کی گواہی کے ہو ہی نہین سکتا پس ظاہر ہے کہ گواہ کیونکہ اوسکو ایسی حرکت کرنیکی اجازت دینگے

اور خود گواہ بنکر خسر الدنیا والآخرۃ ہونگے پس یہان مراد اون عورتون کے نکاح سے ہے

جنکی حرمت کا حال کہ وسہ کو معلوم نہین مثلًا کسی کی گولی سے بغیر اجازت اوسکے مولی کے

نکاح کرلینا یا کسی غلام کا بغیر اذن اپنے مولی کے کسی عورت سے نکاح کرنا یا سالی سے نکاح

بحیات اوسکی بہین کے یا کسی ایسی عورت سے نکاح کر بیٹہنا جسکی والدہ سے اوسنے زنا کیا ہویا

شہوت سے اوسے ہاتہہ لگایا ہو یا اوسکے فرج داخل پہ شہوت سے نظر کی ہو یا بہن نسبی کی رضاعی

بیٹی سے یا رضاعی بہن کی رضاعی بیٹی سے علی ہذا القیاس اور بہت سی عورتین ہین جنسے

نکاح ناجائز ہونا عوام کیا بلکہ بعض خواص کو بہی معلوم نہین اور انہین عورتون سے نکاح کی

یہان مراد ہے اور ایسی عورتون سے نکاح کا معاملہ وقوع مین آجانا قریب الفہم ہے نہ وہ جو آپنے

براہ عداوت یا قصور عقل کے سمجہ لیا ہے کیونکہ ایسی صورت کا وقوع مین آنا گو محال عقلی نہین

مگر محال عرفی مین تو کچہ شبہہ نہین اور حد امام صاحب کے نزدیک اسلیئے واجب نہین کہ نکاح

کرنے سے شبہہ پڑ گیا ہے اور نکاح کے شبہہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے چنانچہ ترمذی و دارمی

مین حضرت عائشہ سے روایت ہے ان رسول اللہ صلعم قال ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن

ولیھا فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فنکاحھا باطل فان دخل بھا فلھا المھر بما استحل من فرجھا الی اخر الحدیث یعنے ہر ایک نابالغہ عورت جو نکاح کرے بغیر اذن اپنے ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہے باطل ہے باطل ہے پس اگر ایسے خاوند نے اوسکو دخول کیا ہے پس واسطے اوسکے ہے مہر اوسکا بسبب اوسکے جو فائدہ پکڑا ہے اوسنے اوسکو فرج سے پس دیکھو یہ حدیث اسبات پر نص قطعی ہے کہ جب کسی مرد و عورت مین نکاح کا معاملہ وقوع مین آجائے اور گو اوس نکاح سے نفس الامر مین وہ عورت مرد پر حلال نہو مگر تاہم اگر وہ اوس سے وطی کر بیٹھے تو مرد پر کوئی حد نہین ورنہ واسطے کرنے سے جسطرح حضرت نے مرد کو اوسکے مہر ادا کرنیکا مستوجب قرار دیا تھا ایسطرح اگر وطی سے کوئی وبال بہی اوسپر عاید ہوتا تو ضرور اوسکی بہی حضرت ساتھہ ہی تصریح فرما دیتے اور نیز شبہہ کی نسبت حضرت نے فرمایا ہے کہ شبہے سے حدود ساقط ہو جاتی ہین گو وہ شبہہ برائے نام ہی ہو چنانچہ ابن عباس سے روایت ہے قال رسول اللہ صلعم ادرؤا الحدود بالشبہات اور ابو ہریرہ سے روایت ہو کہ فرمایا رسول اللہ نے ادفعوا الحدود عن عباد اللہ ما وجدتم لہ مدفعا اور ترمذی نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا نے ادرؤا الحدود عن المسلمین ما استطعتم اسلئے حضرت علیؓ نے حیلتاً ایک عورت سے فرمایا کہ شاید سوتے مین وہ تیرے اوپر آپڑا یا زبردستی کی ہو یا تیرے سولی نے تیرا نکاح کر دیا ہے اور وہ اوسکو چہپاتی ہے جیسا کہ فتح القدیر مین ہے لیکن اگر وہ جانتا تہا تو اوسکو تعزیر دیجاویگی اور تعزیر تین سوط سے لیکر اونتالیس سوط تک قاضی کی رائے پر ہے جیساکہ اوسکی رائے مین ہو اوتنے لگائے اور کبہی گناہ سخت مین تعزیر ساتھہ قتل کے بہی دیجاتی ہے جیساکہ شامی کی جلد ثالث کے صفحہ ۱۷۹ مین ہے۔ اور صاحبین کہتے ہین کہ اگر وہ جانتا تہا کہ وہ عورت مجہپر حرام ہے تو اوسکو حد ماری جاوے اور اکثر علما کا اسی پر فتوی ہے چنانچہ درمختار مین لکھا ہے۔ وقالا ان علم الحرمۃ حد وعلیہ الفتوی اور شامی مین مضمرات سے منقول ہے قال اذا تزوج محرمہ حد عندھما وعلیہ الفتوی کذلک فی الفتح نقل عن الخلاصۃ ان الفتوی علی قولھما انتھی پس صاف ثابت ہوا کہ جب نا حلال عورت سے نکاح کرکے اوس سے صحبت کرے پر اوسکو اہل حنفیہ کے نزدیک حد ماری جاویگی تو محرمات ابدیہ سے ایسی حرکت کرنے سے تو وہ ضرور مستحق حد ہوگا۔ خصوصاً جبکہ صاحبین کہتے ہین کہ ناکح محرمات پر اگر اوسکو حرمت کا

له بحدیث مسند امام اعظم کے صفحہ ۱۰۶ مین
عه بحدیث ابن ماجہ کتاب الحدود مین
عه بحدیث سنن ترمذی کتاب الحدود مین
فصل دوم مین
عه جلد ثالث صفحہ ۱۵۲

علم تہا توحہ واجب ہے اور صاحبین کا ایسا قول خود امام صاحب کا قول ہے جیسا کہ میزان
الشعرانی کے صفحہ ۴۶ مین لکہا ہے ونقل الشیخ کمال الدین بن الہمام عن اصحاب ابی حنیفۃ کابی یوسف
ومحمد وزفر والحسن انہم کانو ایقولون ما قلنا فی مسئلۃ قولا الا وھو روایتنا عن ابی حنیفۃ واقسموا
علی ذلک ایمانا مغلظۃ فعلمان من اخذ بقول واحد من اصحاب ابی حنیفۃ فھو آخذ بقول
ابی حنیفۃ انتہی ملخصًا۔

قوله ہدیہ کے صفحہ ۱۲۵ مین لکہا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک جہوٹے گواہ گذار کر پرائی عورت
کے لے لینے اور اوس سے صحبت کرنیوالے پر گنہ نہین انتہی۔ **جواب** کچہ تو خدا کا خوف کرو یہان
پرائی عورت کہان لکہی ہے جو آپنے ایک نیا رنگ دیکر بیان کیا ہے تا کہ عوام ناواقف
وقت سے جلد بیدل ہو جاوین البتہ اردو شرح وقایہ کے جلد سوم کے صفحہ ۹۶ مین اسطرحپر لکہا ہے
کہ اگر مثلاً مدعی نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا یعنی یہہ میری منکوحہ ہے اور عورت
نے انکار کیا تب مدعی نے جہوٹے گواہ پیش کر دئے نکاح کے قاضی پاس تو قاضی عورت
کو مدعی کے سپرد کرے اور عورت سے کہے کہ تو اپنی ذات پر قدرت دے زوج کو اور نفقہ وغیرہ
لوازم زوجیت کا حکم کرے پس امام اعظم کے نزدیک مرد کو وطی اور عورت کو شوہر کا اپنے
اوپر قادر کرا دینا عند اللہ حلال ہے انتہی اسکے بعد امام صاحب کے قول پر بحر الرائق سے
شبہہ وارد کرکے پہر اوسکا جواب اسطرحپر نقل کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول پر یہہ اشکال
ہے کہ حرام محض کسطرح سبب ہوگا حلت کا فیما بینہ وبین اللہ سو جواب اسکا یہہ ہے کہ ہم حرام
محض یعنی شہادت دروغ کو اس جہت سے کہ وہ دروغ ہے سبب حلت کا نہین کیا بلکہ حکم قاضی
کا مثل انشائی عقد جدید کے ہے اور انشائی عقد حرام نہین ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ قاضی
دروغ گوئی شہود کو نہین جانتا اور امام صاحب کی دلیل نقلی وہ ہے جسکو ذکر کیا امام محمدؒ نے
مبسوط مین کہ پہونچا ہمکو حضرت علیؓ سے کہ ایک شخص نے اونکے پاس گواہ قایم کر دئے ایک
عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علیؓ نے حکم دیا عورت کو کہ جاوے مرد پاس تو
کہا عورت نے کہ اس مرد نے نہین نکاح کیا ہے مجہہ اب اگر آپنے ایسا ہی حکم کیا ہے تو آپ
نکاح پڑہوا دیجیے حضرت علی نے فرمایا کہ مین نہین تجدید کرتا نکاح کی نکاح کر دیا تیرا

علم تہا تو یہ واجب ہے اور صاحبین کا ایسا قول خود امام صاحب کا قول ہے جیسا کہ میزان الشعرانی کے صفحہ ۴۶ مین لکہا ہے ونقل الشیخ کمال الدین بن الهمام عن اصحاب ابی حنیفة کابی یوسف ومحمد وزفر والحسن انهم کانوا یقولون ما قلنا فی مسئلة قولا الا وهو روایتنا عن ابی حنیفة واقسموا علی ذلک ایمانا مغلظة فعلم ان من اخذ بقول واحد من اصحاب ابی حنیفة فهو آخذ بقول ابی حنیفة انتهی ملخصًا۔

قوله ہدایہ کے صفحہ ۱۲۵ مین لکہا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک جہوٹے گواہ گذار کر پرائی عورت کے لیلنے اور اوس سے صحبت کرنیوالے پر گنہ نہین انتہی۔ **جواب** کچہ تو خدا کا خوف کرو یہان پرائی عورت کہان لکہی ہے جو آپنے ایک نیا رنگ دیکر بیان کیا ہے تاکہ عوام ناواقف فقہ سے جلد بدظن ہو جاوین البتہ اردو شرح وقایہ کے جلد سوم کے صفحہ ۹۶ مین اسطرحپر لکہا ہے کہ اگر مثلاً مدعی نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا یعنی یہہ میری منکوحہ ہے اور عورت نے انکار کیا تب مدعی نے جہوٹے گواہ پیش کردئے نکاح کے قاضی پاس تو قاضی عورت کو مدعی کے سپرد کرے اور عورت سے کہے کہ تو اپنی ذات پر قدرت دے زوج کو اور نفقہ وغیرہ لوازم زوجیت کا حکم کرے پس امام اعظم کے نزدیک مرد کو وطی اور عورت کو شوہر کا اپنے اوپر قادر کرا دینا عند اللہ حلال ہے انتہی اسکے بعد امام صاحب کے قول پر بحر الرائق سے شبہہ وارد کرکے پہر اوسکا جواب اسطرحپر نقل کیا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے قول پر یہہ اشکال ہے کہ حرام محض کسطرح سبب ہوگا حلت کا فیما بینه وبین اللہ سو جواب اسکا یہہ ہے کہ ہمنے حرام محض یعنی شہادت دروغ کو اس جہت سے کہ وہ دروغ ہے سبب حلت کا نہین کیا بلکہ حکم قاضی کا مثل انشاء عقد جدید کے ہے اور انشائی عقد حرام نہین ہے بلکہ واجب ہے کیونکہ قاضی دروغگوئی شہود کو نہین جانتا اور امام صاحب کی دلیل نقلی وہ ہے جسکو ذکر کیا امام محمدؒ نے مبسوط مین کہ پہونچا ہمکو حضرت علیؓ سے کہ ایک شخص نے اونکے پاس گواہ قایم کردئے ایک عورت کے نکاح پر اور عورت نے انکار کیا تو حضرت علیؓ نے حکم دیا عورت کو کہ جا وے مرد پاس تو کہا عورت نے کہ اس مرد نے نہین نکاح کیا ہے مجہہ سے اب اگر آپنے ایسا ہی حکم کیا ہے تو آپ نکاح پڑہوا دیجیے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مین نہین تجدید کرتا نکاح کی نکاح کر دیا تیرا

دونون شامل ہیں پس اگر دونون مین نکاح منعقد نہو جاتا آپکی قضا سے تو آپ تجدید نکاح سے
منع نکرتے باوجودیکہ عورت طالب تہی نکاح کی اور مرد راغب تہا اور اسمین محفوظ رہتے دونون
زنا سے انتہی - پس فقہ کے اس مسئلہ کو مردود کہنا معاذ اللہ گویا حضرت علی کے حکم کو مردود
کہنا ہے اور وہ جو آپنے ظفر مبین مین لکہا ہے کہ امام محمد نے یہ حدیث بلا اسناد بیان کی ہے اور اسلئے
حجت نہین ہوسکتی سو یہہ بالکل دروغ بیفروغ ہے کیونکہ امام محمدؒ کی وہ احادیث جنکو اونہون نے
لفظ بلغنا (یعنے پہونچا ہمکو) سے بیان کیا ہے مسند ہین چنانچہ شامی مین لکہا ہے بلاغات محمدؒ
مسندۃ اور نیز لکہا ہے المجتہد اذا استدل بحدیث کان تصحیحاً لہ - اور یہ کہنا کہ صحبت کرنیوالی پر گناہ نہین
بالکل جہوٹ ہے کیونکہ بحر الرائق مین لکہا ہے ولا یلزم من القول بحل الوطی عدم اثمہ بسبب اقدامہ علی الدعوی
الباطلۃ وان کان لا اثم علیہ بسبب الوطی واثم الشاہدان اثما عظیماً یعنی حلال ہونے وطی سے
یہہ لازم نہین کہ وہ گنہگار بہی نہو گا پس تحقیق وہ گنہگار ہے بسبب پیش کرنے جہوٹے دعوی کے اگرچہ
نہین گناہ اوسپر بسبب وطی کے اور گنہگار ہو نگے دونون گواہ جنہون نے جہوٹی گواہی دی بڑے گنہگار

قولہ ہدایہ جلد اول کے صفحہ ۵۷۰ مین لکہا ہے کہ ذمی جزیہ دینے والا اگر ہمارے پیغمبر صلعم
کو گالی دے تو امام اعظم وامام ابو یوسف ومحمدؒ کے نزدیک اوسکا عہد ذمی کا نہین ٹوٹتا اور اوسکو قتل
نہ کرنا چاہئے - **جواب** یہ اوس صورت مین ہے کہ جب ذمی ظاہر مین یا بطور عادت کے گالیان
نہین دیتا کیونکہ حضرت کو گالی دینا کفر ہے اور ذمی مین کفر پہلے ہی موجود ہے پس جب اوسکا
کفر قدیم مانع اوسکے ذمی ہونے سے نہوا تو کفر طاری جو بحالت ذمی اوس سے صادر ہوا وہ کیون
اوسکے عہد کو توڑ ڈالیگا لیکن باوجود اسکے بہی امام صاحب قائل ہین کہ اوسکو تعزیر دیجاوے چنانچہ
در مختار مین ہے ویؤدب الذمی ویعاقب علی سبہ دین الاسلام او القرآن او النبی حاوی
وغیرہ قال العینی واختیاری فی السب انہ یقتل وتبعہ ابن الہمام وبہ افتی شیخنا الخیر الرملی انتہی اور
شامی مین ہے لا یلزم من عدم النقض عدم القتل وقد صرحوا قاطبۃ بانہ یعزر علی ذلک ویؤدب
وہو یدل علی جواز قتلہ زجراً لغیرہ اذ یجوز الترقی فی التعزیر اذا عظم موجبہ انتہی لیکن اگر ذمی
ظاہر مین گالی دیوے یا گالی دینے مین معتاد ہو گیا ہو تو بالاتفاق قتل کیا جاویگا چنانچہ شامی مین لکہا ہے فلو
اعلن بشتمہ او اعتادہ قتل ولو امرأۃ وبہ یفتی الیوم انتہی

قوله چلپی حاشیه شرح وقایه کے صفحہ ۲۹۰ مین بحواله محیط کہا ہے کہ خرچی عورت زانیه کی امام
اعظم کے نزدیک حلال اور طیب ہے **جواب** بیان تو آپ بسبب نہ سمجھنے عبارت چلپی اور غلط
ترجمہ کرنے کے صریحا ضلوا واضلوا کے مصداق ہو جسکی نسبت ہمکو مجبورا یہہ کہنا پڑتا ہو ع عالمون کے
ورع کو پہونچے ، جاہل اتنا ترا دماغ کہان - کیونکہ چلپی کی اس عبارت جسکو آپنے اجارہ فاسدہ مین
لکہا ہے اسطرح پر ہے ان ما اخذته الزانیة ان کان بعقد الاجارة فحلال عند الامام الاعظم لان اجر المثل طیب وان کان السبب حراما
یعنی جو چیز کہ لے عورت زنا کرنیوالی اگر ہے ساتہ عقد اجارہ کے پس حلال ہے نزدیک امام اعظم کے کیونکہ
مزدوری مثل کی طیب ہے اگرچہ سبب حرام ہو پس اگر آپ اجارہ فاسد اور اجارہ باطل کو سمجھتے تو کبھی
اس عبارت سے اجارہ باطل پر اجارہ فاسد کو محمول کرکے خرچی کی صورت جو اجارہ باطلہ ہے قایم نہ کرتے
کیونکہ تمام فقہا اسپر متفق ہین کہ اجارہ فاسدہ وہ ہے جو اصل مین مشروع ہو اور کسی شرط کے لگا دینے سے اوسمین
فساد آجاوے اور اجارہ فاسدہ کا یہہ حکم ہے کہ جب مستاجر اس سے منفعت حاصل کرلیوے تو اجرت مثل واجب
ہوگی اور اجارہ باطل اسکو کہتے ہین جو اصل مین ہی غیر مشروع ہو اور اس امر پر بہی سب کا اتفاق ہو کہ جس
اجارہ کا معقود علیہ معصیت ہوگا وہ باطل ہوگا نہ فاسد - پس ان قواعد کے محقق و متفق علیہ ہونیکے بعد
کون عقلمند و عالم زنا کی اجرت کو حلال کہہ سکتا ہو خصوصا امام اعظم جیسے محتاط و پرہیزگار کی طرف اسکو
منسوب کرنا نہایت ظلم ہو جنکی ورع و تقوی کا ادنی بیان یہہ ہے کہ عبد اللہ بن مبارک کہتے ہین کہ ایکدفعہ
کوفہ کی بکریون مین ایک لوٹ کی بکری ملگئی پس امام ابو حنیفہ نے سات سال تک جو زیادہ سے زیادہ بکری کی
عمر ہوتی ہو گوشت کا کہانا ترک کردیا - حالانکہ خرچی زانیہ کی تو بالاتفاق انکے نزدیک حرام ہو چنانچہ نووی نے
شرح مسلم مین لکہا ہو - اما مهر البغي فهو ما تاخذه الزانية على الزنا وسماه مهرا لكونه على صورته وهو حرام باجماع المسلمين
یعنی خرچی زانیہ کی پس وہ شی ہے کہ جسکو زانیہ بعوض زنا کے لیوے اور اسکا نام اسلئے مہر رکہا ہو کہ وہ بصورت
مہر ہو اور حرمت اسکی تمام مسلمانون کے نزدیک بالاجماع ہو اور ترجمہ اردو مشارق الانوار مین لکہا ہو اور خرچی
بالاتفاق حرام ہو انتہی - پس صاحب چلپی و محیط کے وہ معنی مراد نہین جو آپنے سمجھے ہین بلکہ ایسے معنی ہین جس سے
اجارہ فاسد کی صورت پیدا ہو کیونکہ وہ تو خود ہی اجارہ فاسد مین کلام کرتے ہین اور حلت اجرت کے درصورت
فساد قایل ہوئے ہین نہ درصورت بطلان پس انکا یہہ مطلب ہے کہ کسی عورت کو اسکے منافع خدمت پر ایام
معین مین اجارہ لیا اور یہہ بہی شرط کرلی کہ ان ایام مین زنا بہی کرونگا مثلا کوئی شخص کسی عورت کو دو

پکانے پر دس روپیہ کو لے اور یہہ بہی شرط کرے کہ مجہسی صحبت بہی کرے تو اسمین اصل معقود علیہ خدمت ہی جو امر حلال ہی اور جو شرط حرام اسکے ساتہہ لگی ہی پس یہہ اجارہ فاسد ہی نہ باطل اس صورت مین فقط اجرت مثل روٹی پکانے کی اجرت جو امر مباح ہی دو تین روپیہ اوسکو دلائی جاویگی اور اسی کو امام اعظم حلال طیب کہتے ہین اور دس روپیہ جو اجارہ فاسدہ کے قرار پائی ہتی رد کردی جاوینگے ہان اگر کل دس روپیہ دلائے جاتے تو حرام ہوتی کیونکہ اونمین زنا کی اجرت بہی شامل تہی سو ایسا یہان بالکل نہین۔

قوله ہدایہ مترجم فارسی کے صفحہ ۱۳۱ - اور شرح وقایہ کے صفحہ ۲۴۶ مین لکہا ہی کہ قوت حاصل کرنیکے لئے اسقدر شراب پی لینی جایز ہی کہ نشہ نکرے **جواب** کیون ایمان کو بالائے طاق رکہکر صریح جہوٹہہ بولتے ہو ہان تو یہہ عبارت لکہی ہی وعصیر العنب اذا طبخ حتی ذهب ثلثاه وبقی ثلثه حلال وان اشتد یعنی شیرہ انگور کا جب پکایا جاوی یہانتک کہ اوسکی دو تہائی جلجاوین اور ایک تہائی رہجاے تو حلال ہی اور اگرچہ وہ سخت ہوجاوے انتہی سو یہہ مطابق اون احادیث کے ہے جو عینی نے شرح کنز کی کتاب الاشربہ مین لکہا ہی کما

روی عن ابی موسیٰ انه کان یشرب من الطلاء ماذهب ثلثاه وبقی الثلث رواه النسائی ولہ مثلہ عن ابی الدرداء وقال البخاری رای عمر وابوعبیدة ومعاذ رض شرب الطلاء علی الثلث وشرب البراء وابوجحیفة رض علی النصف وقال ابوداؤد سألت احمد عن شرب الطلاء اذا ذهب ثلثاه وبقی ثلثه فقال لا باس به قلت انهم یقولون انه یسکر فقال لا یسکر لو کان یسکر لما احله عمر رض انتهی

یعنی روایت کی گئی ہی ابی موسیٰ اشعری سی کہ وہ پیا کرتے تہے طلاء سی جب دو تہائی جلکر ایک تہائی باقی رہجاتا ہتا روایت کیا اس حدیث کو نسائی نے اور مثل اسکے ابی الدرداء سی بہی روایت کی گئی ہی اور امام بخاری نے کہا کہ حضرت عمر اور ابوعبیدہ اور معاذ نے طلاء کا پینا جایز کیا ہی جبکہ ایک تہائی جلجاے یا حضرت براء اور ابو جحیفہ نے نصف تک جلجانے پر اور کہا ابوداؤد نے مینے امام احمد سی طلاء کے پینے کے بارہ مین سوال کیا جبکہ دو تہائی جلکر ایک تہائی باقی رہجاے آپنے فرمایا اسکے پینے مین کچہہ مضایقہ نہین اوسپر مینے کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ وہ نشہ کرتا ہی آپنے کہا کہ کوئی نشہ نہین کرتا اگر نشہ کرتا تو کبہی حضرت عمر اسکو حلال نہ کرتے اور امام محمد نے موطا مین حضرت عمر کی احادیث کو بیان کرکے اسکے نیچے اسطرح پر لکہا ہی وبهذا ناخذ لا باس بشرب الطلاء الذی قد ذهب ثلثاه وبقی ثلثه وهو حلو لا یسکر فاما کل معتق یسکر فلا خیر فیه انتهی اور اس طلاء کا پینا بہی اونہین لوگون کو جایز ہی جو لہو ولعب کی غرض سے نہ پیتے ہون بلکہ محض عبادت و شب بیداری

کے لئو چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے واین نیز وقتی است کہ
جوشیدہ آنرا برائی تقویت بر عبادت کذا فی الہدایہ و ذوکرکیدہ است امام ابویوسف در امالی خود
اگر خواہد کہ جوشد برائی فسق و فجور و لہو پس قلیل و کثیر آن حرام است انتہی ملخصًا۔ پس
اس شیرہ کو شراب بیان کرکے مردود کہنا صریح دہوکہ دہی اور اصحاب رسول خدا کو مردود
کہنا ہے نعوذ باللہ۔

قولہ ہدایہ جلد دوم کے صفحہ ۳۰۸ مین لکھا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کہانا پینا حلال
ہے انتہی **جواب**۔ یہ کچہ حنفیہ کا ہی مذہب نہین بلکہ امام اوزاعی اور لیث کا بہی یہی مذہب ہے
عینی نے کنز کی شرح مین لکھا ہے کہ اسمین ہماری دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے احل لکم الطیبات اور تحقیق
عین شراب کا متغیر ہو گیا ہے اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہے پس حلال ہوگا اور دوسرے قول ہے
نعم الادام الخل رواہ مسلم یعنی اچہا نانخورش سرکہ ہے اور یہ مطلق ہے پس شامل ہوگا اوسکی تمام صورتون سے اور مراد نہی سے
جو حدیث انس مین مسلم نے روایت کی ہے یہہ ہے کہ شراب کا استعمال سرکہ سا ہو بانیطور کہ اوس سے نفع
لیا جائے علاوہ اوسکو یہہ محمول ہے اسپر کہ یہہ ممانعت ابتداء اسلام
مین تہی جبکہ آنحضرت خمر کی بابت مبالغہ فرماتے تہے اور زجر کرتے تہے واسطے چہوڑا دینے عادت
مالوفہ کے انتہی ملخصًا۔ شیخ عبدالحق محدث نے شرح مشکوۃ مین لکھا ہے ونہی از آن اگر بود در ابتدائی
امر بود بجہت قمع آثار خمر اما بعد طول عہد حرام نباشد و در روایت میکنند کہ خیر خلکم خل خمر کہ بہترین
سرکہ شما سرکہ خمر است انتہی۔

قولہ فتاویٰ قاضیخان جلد اول کے صفحہ ۱۰۰ مین لکھا ہے کہ تسکین کی نیت سے مشت زنی کرنے
مین گناہ نہین **جواب** کتاب کا مطلب تو بالکل نہین سمجہے اور اعتراض کرنے کو فوراً تیار ہوجاتے
ہو ع فہم سخن گر نکند مستمع ٭ قوت طبع از متکلم مجو۔ ہمارے علماء مشت زنی کو حرام لکہتے ہین
چنانچہ شامی مین لکھا ہے ویدل ایضًا علی ما قلنا ما فی الزیلعی حیث استدل علی عدم حلہ بالکف
بقولہ تعالیٰ والذین ہم لفروجہم حافظون الآیۃ وقال فلم یبح الاستمتاع الا بہما ای بالزوجۃ والامۃ
لیکن جو شخص عورت نرکہتا ہو اور بسبب غلبہ شہوت کے یہہ خوف کرتا ہو کہ اگر منیر ہاتہہ سے انزال نہ
کیا تو مجہسے زنا واقع ہو جاویگا تو اوسکے لئے بعض علماء نے لکھا ہے کہ اگر وہ ہاتہہ سے انزال کرے

کے لئو چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکہا ہے واین نیز فتیٰ است کہ
بنوشند آنرا برائے تقویت بر عبادت کذا فی الہدایہ وذکر کردہ است امام ابو یوسف در امالی خود
اگر خواہد کہ بنوشند برائے فسق وفجور وطرب پس قلیل وکثیر آن حرام است انتہی ملخصًا۔ پس
اس شیرہ کو شراب بیان کرکے مردود کہنا صریح دہوکہ دہی اور اصحاب رسول خدا کو مردود
کہنا ہے نعوذ باللہ۔

قولہ ہدایہ جلد دوم کے صفحہ ۴۹۰ مین لکہا ہے کہ شراب کا سرکہ بنانا اور اوسکا کہانا پینا حلال
ہے انتہی **جواب**۔ یہ کچھ حنفیہ کا ہی مذہب نہین بلکہ امام اوزاعی اور لیث کا بہی یہی مذہب
ہے عینی نے کنز کی شرح مین لکہا ہے کہ اسمین ہماری دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہے احل لکم الطیبات اور تحقیق
عین شراب کا متغیر ہوگیا ہے اور سرکہ بالطبع پاک ہوتا ہے پس حلال ہوگا اور دوسرے قول ہے
نعم الادام الخل رواہ مسلم یعنی اچہا نانخورش سرکہ ہے اور یہ مطلق ہے پس شامل ہوگا اوسکی تمام صورتون سے اور مراد نہی سے
جو حدیث انس مین مسلم نے روایت کی ہے یہہ ہے کہ شراب کا استعمال سرکہ سا ہو بایں طور کہ اوس سے نفع
مثل سرکہ کے بطور نانخورش بنانے کے لیا جاوے علاوہ اوسکو یہہ محمول ہے اسپر کہ یہہ ممانعت ابتداء اسلام
مین تہی جبکہ آنحضرت خمر کی بابت مبالغہ فرماتے تہے اور زجر کرتے تہے واسطے چہوڑانے عادت
مالوفہ کے انتہی ملخصًا۔ شیخ عبدالحق محدث نے شرح مشکوۃ مین لکہا ہے ونہی از ان اگر بود در ابتداء
امر بود بجہت محو آثار خمر اما بعد طول عہد حرام نباشد در روایت میکنند کہ خیر خلکم خل خمر کہ بہترین
سرکہ شما سرکہ خمر است انتہی۔

قولہ فتاوی قاضیخان جلد اول کے صفحہ ۱۰۰ مین لکہا ہے کہ تسکین کی نیت سے مشت زنی کرنے
مین گناہ نہین **جواب**۔ کتاب کا مطلب تو بالکل نہین سمجہے اور اعتراض کرنے کو فورًا تیار ہوجاتے
ہو ع فہم سخن گر نکند مستمع ٭ قوت طبع از متکلم مجو۔ ہمارے علماء مشت زنی کو حرام لکہتے ہین
چنانچہ شامی مین لکہا ہے ویدل ایضًا علی ما قلنا ما فی الزیلعی حیث استدل علی عدم حلہ بالکف
بقولہ تعالیٰ والذین ہم لفروجہم حافظون الآیۃ وقال فلم یبح الاستمتاع الا بہما ای بالزوجۃ والامۃ
لیکن جو شخص عورت نہ رکہتا ہو اور بسبب غلبہ شہوت کے یہہ خوف کرتا ہو کہ اگر مین ہاتہ سے انزال نہ
کیا تو مجہسے زنا واقع ہوجاویگا تو اوسکے لئے بعض علماء نے لکہا ہے کہ اگر وہ ہاتہ سے انزال کرے

تو ہم امید کرتے ہین کہ شاید گنہگار نہو چنانچہ درمختار مین لکھا ہے ولو خاف الزنا یرجی ان لا وبال
علیہ انتہی اور شامی مین لکھا ہے فان غلبتہ الشہوۃ ففعل ارادۃ تسکینہا بہ فالرجاء ان لا یعاقب واما
اذا فعلہ لاستجلاب الشہوۃ فھو آثم انتہی ملخصاً یعنی ایسے غلبہ شہوت کی حالت مین جبکہ بسبب عدم قدرت
نکاح کے زنا کے واقع ہو جانیکا جو اشد گناہ ہے خوف ہو تو ایسے وقت مین بقول شہر اذا ابتلیت ببلیتین
فاختر اہونہما کے ہاتھ سے انزال کر ڈالنا جو بہ نسبت زنا کے اخف بلکہ پاسنگ بھی نہین صرف مباح
ہی نہین بلکہ واجبات سے ہے جیسا کہ شامی مین لکھا ہے البتہ اسکا معتاد ہونا ناکح الید ملعون کا مصداق
بنتا ہے پس اس مسئلہ پہ اعتراض کرنا نعوذ باللہ گویا زنا کی ترغیب دینا ہے ۔

قولہ فتاوی قاضیخان جلد چہارم کے صفحہ ۴۴۳ مین لکھا ہے کہ اگر پیشاب کے ساتھ قرآن لکھے
اور اگر مردار کی کھال پہ قرآن لکھے تو بھی مضائقہ نہین اور ردالمحتار شرح درالمختار جلد اول کے
صفحہ ۱۰ مین لکھا ہے کہ اگر کسیکی نکسیر پھوٹے پس لکھے سورہ فاتحہ کو ساتھ خون کے پیشانی اپنی
پہ اور ناک اپنی پر تو جائز ہے واسطے شفا کے اور ساتھ پیشاب کے بھی سورہ فاتحہ کا لکھنا جائز ہے
اگر جانا جاوے کہ اسمین شفا ہے انتہی ۔ **جواب** اصل عبارت فتاوی قاضیخان کی اسطرح ہے
والذی رعف فلا یرقا دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبہتہ شیئاً من القرآن قال ابوبکر الاسکاف
یجوز قیل لو کتب بالبول قال لو کان فیہ شفاء لا باس بہ قیل لو کتب علی جلد المیتۃ قال ان کان فیہ شفاء جاز
سو یہ تینون صورتین مطابق آیت انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ فمن اضطر
غیر باغ فلا اثم علیہ کے ہین کیونکہ جب خدا تعالی نے اضطرار کی حالت مین قطعی حرام چیزین مباح کردین
تو دوا حرام اگر اوسمین شفا منحصر ہو اور بجز اوسکے اور کوئی دوا واسطے ابقای جان کے میسر نہو کیون
مباح نہو گی ہان اگر علما مطلق علاج حرام دوا کے ساتھ جائز کرتے تو البتہ قابل اعتراض ہوتا مگر وہ
بار بار یہی کہتے ہین کہ اگر اوسی مین شفا منحصر ہے اور بجز اوسکے اور کوئی دوا نہین تب جائز ہے چنانچہ
شامی در مختار مین لکھا ہے یجوز ان علم فیہ شفاء ولم یعلم دواء آخر انتہی یعنی تب جائز ہے جبکہ جانتا ہے
کہ اسی مین شفا ہے اور بغیر اسکے اور کوئی دوا نہین جانتا ۔

قولہ ہدایہ فارسی کے صفحہ ۲۰۹ مین لکھا ہے کہ درمیان مسلمان اور حربی کے دارالحرب مین مسلمان
کو کافرون سے بیاج لینا منع نہین ہے ۔ **جواب** اسمین ہماری دلیل وہ قصہ ہے جو مفسرین نے

سورہ روم کی آیت وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین مین اسطرح بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت
کفار مکہ کے سامنے حضرت ابوبکرؓ نے پڑھی تو ابی بن خلف نے کہا کہ روم کا پھر غالب ہونا ہیوشت ہے
اور مین اسبات پہ شرط لگاتا ہون کہ اگر رومی تین برس تک پھر غالب ہو گئے تو مین دس اونٹ
تمکو دونگا ورنہ دس اونٹ تمسے لونگا ابھی تک حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت کی خدمت مین یہ حال
بیان کیا آپنے فرمایا کہ بضع درمیان تین اور نو سال کے ہے تم پھر جا کر مال اور مدہ مین زیادہ کرو
لگاؤ پس حضرت ابوبکرؓ نے سو اونٹ کی نو سال تک شرط لگائی اور اکیدہ مری سے ضمانت لی
چنانچہ ساتوین برس رومی پھر غالب ہوئے اور حضرت ابوبکرؓ نے ضامن ابی سے سو اونٹ لیکر
حسب ارشاد آنحضرت خدا کی راہ مین لتصدق کردیئے تفسیر احمدی مین اس قصیدہ کے نیچے
لکھا ہے وعن قتادۃ ومن مذھب ابی حنیفۃ ومحمد رح ان العقود الفاسدۃ کعقد الربا
وغیرہ جائزۃ فی دار الحرب بین المسلمین والکفار وقد احتجا علی صحۃ ذلک بھذہ
القصۃ وھکذا قال صاحب الکشاف انتھٰی تفسیر قتادہ وامام ابوحنیفہ اور محمدؒ نے اس قصہ سے حجت پکڑی ہے کہ
دار الحرب مین درمیان مسلمان و کافرون کے عقود فاسدہ مثل بیاج وغیرہ کی جائز ہین اور مکہ اوسوقت
دار الحرب تہا۔ اور نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ مین لکھا ہے کہ امام صاحب کی دلیل یہ ہے جو
فرمایا رسول خداؐ نے کہ نہین بیاج درمیان مسلمان اور حربی کے دار الحرب مین اسناد کی اس
حدیث کی بیہقی نے معرفہ مین یہ مبسوط مین ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور مکحول جسنے روایت کیا اسکو
ثقہ ہے اور مرسل ثقہ کی مقبول ہے انتہی ملخصًا۔

قولہ خاتمہ الاوطار ترجمہ در مختار جلد اول کے صفحہ ۱۰۵ مین لکھا ہے کہ کتے کی کھال کا جانماز
اور ڈول بنانا جائز ہے۔ **جواب** ہم ہی جائز نہین کہتے بلکہ رسول خدا پاک فرماتے ہین
چنانچہ صحیح مسلم مین عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول اذا
دبغ الاھاب فقد طھر یعنی رسول خدا نے فرمایا جسوقت کھال دباغت دی گئی پس پاک ہوگئی
اور ابو داؤد و امام مالک نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے ان رسول اللہ امر ان یستمتع بجلود
المیتۃ اذا دبغت یعنی حضرت نے مردار کی کھال سے جبکہ دباغت دیا جاوے فائدہ اوٹھانے
کا حکم دیا ہے۔ اور مسند امام اعظمؒ مین ابن عباس سے روایت ہے ان رسول اللہ صلعم قال ایما اھاب دبغ

فقد طہر یعنی رسول خدا نے فرمایا کہ ہر ایک کہال جب دباغت دیگئی پس تحقیق پاک ہو جاتی ہے
عقود الجواہر المنیفہ مین لکھا ہے کہ یہ حدیث انہین الفاظ سے ترمذی و نسائی و ابن ماجہ مین بہی
آئی ہے پس دیکھو حضرت نے ہر ایک کہال فرمائی ہے جسمین کتے کی کہال بہی شامل ہے اور
سور کی کہال اسواسطے پاک نہین ہوتی کہ وہ نجس العین ہے بخلاف کتے کے کہ اس سے شکار
کرانا اور نگہبانی وغیرہ منافع لینے جائز ہین پس اس مسئلہ کو مردود کہنا صریح احادیث کو جہٹلانا ہے
قولہ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار کے جلد چہارم کے صفحہ ۹۰ مین لکھا ہے حلوان سور کے
دودہ سے پالا گیا ہو اوسکا گوشت حلال ہے **جواب** آپنے حسب عادت خود ساری عبارت نہین
لکھی صرف ایک ٹکڑہ اوسکا بیان کرکے اعتراض کردیا ہے اگر ساری بیان کرتے تو امید تھی کہ آپکو
اعتراض کرنیکی نوبت نہ پہونچتی اوسکا سطر چہ ہے کہ اگر کوئی جانور نجاست اور غیر نجاست دونون
کہاتا ہو اسطرح کہ اوسکا گوشت گندہ نہو تو حلال ہے جیسے وہ حلوان حلال ہے جو پالا گیا سور کے
دودہ سے کیونکہ اوسکا گوشت متغیر نہین ہوتا اور جو دودہ اوسکا غذا ہوا وہ مستہلک و نابود ہو جاتا ہے
اوسکا کچہ اثر باقی نہین رہتا ہے باوجود اسکے شامی جلد ۵ کے صفحہ ۲۰۱ مین لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن
مبارک کہتے ہین کہ اسکے یہ معنی ہین کہ ایسا حلوان اوسوقت حلال ہے کہ جب وہ اسکے بعد چند روز تک
مثل گاؤ غلاظت خور کی چارہ کہاتا رہے اور شرح وہبانیہ مین قنیہ سے منقول ہے کہ تب وہ حلال ہے
کہ جب بہت دنون کے بعد ذبح کیا جاوے ورنہ نہین انتہی۔ پس اس مسئلہ پر عقلاً و نقلاً کوئی اعتراض
وارد نہین ہوسکتا ورنہ لازم آویگا کہ آپ ترکاریان وغیرہ نہ کہایا کرین کیونکہ اونمین بہی غلاظت و گوبر
کہاد ڈالا جاتا ہے مگر اونکو تو آپ حلوا سے بہی زیادہ بہتر سمجہکر نوش جان کر لیتے ہین اور فقہ کے بیان پر
اعتراض کرتے ہین۔ افسوس آپکو اپنے رسالہ فتح المغیث بفقہ الحدیث کی بہی خبر نہین کہ اسکے صفحہ
۲۳ مین لکھا ہے کہ اصل ہر چیز مین حلت ہے اور نہین حرام مگر وہ چیز جسکو حرام کیا خدا اور رسول نے
اور جس چیز سے سکوت کیا خدا اور رسول نے وہ معاف ہے انتہی۔ اب آپ فرماوین کہ خدا و رسول نے
ایسے حلوان کو جو سور کے دودہ سے پلا ہے اور پہر ایسے عرصہ کے بعد ذبح کیا گیا ہے کہ جب اوسکے
دودہ کا اثر زائل ہوگیا ہے کہان حرام فرمایا ہے۔ **قولہ** غایۃ الاوطار جلد سوم کی صفحہ ۸۵ مین
لکہا ہے کہ اگر مسلمان نے وکیل کیا ذمی کو شراب یا سور کو بیچنے یا خرید نے کے واسطے تو یہ توکیل اور بیع و شرا

امام اعظم کے نزدیک صحیح ہے جواب اس عبارت کو دیکھکر کہ نقوو مع اشد کراہتہ انتہی آپکی قلم ٹوٹ جاتی تھی جو اوپر
دیدہ سیہ چھوڑ دیا لیکن اگر آپ دیکھتے تو اعتراض کسطرح ہو سکتا یہان تو آپنے بعینہ ولا تقربوا الصلوۃ پر عمل کیا ہے جس سے
آپکی دیانتداری خوب ٹپکتی ہے خلاصہ یہ کہ ایسی توکیل بیع و شری امام اعظم کے نزدیک جائز ہے مگر سخت تر کراہت یعنی مکروہ
تحریمی کے ساتھ سو اس سے زیادہ کسی حدیث سے ثابت نہین ۔ **قولہ** فتاوی قاضیخان جلد اول صفحہ ۱۰۰ مین لکھا ہے کہ
اگر کوئی چوپایہ یا مردہ کی فرج مین دخول کرے اور اوسکو انزال نہو تو اوسکا روزہ نہین ٹوٹتا ۔ پھر اسی کے صفحہ ۱۰۱ مین لکھا ہے کہ جماع
کرے ساتھ چارپایہ کے اور انزال نہو یا جماع کرے مردہ کیساتھ یا مشت زنی کرے اور انزال نہو یا جماع کرے غیر فرج کو اور انزال ہو تو
ان سب صورتون مین روزہ نہین ٹوٹتا اور اگر انزال ہو تو روزہ کی قضا ہے نہ کفارہ **جواب** اعتراض تو تب بجا ہو سکتا تھا کہ
آپ کسی حدیث سے مخالفت ثابت کرتے صرف زبانی جیح و فیح پر آپکی کون مان سکتا ہے یون تو ہر ایک شخص ہر ایک
مسئلہ کو جسکو وہ اپنے نزدیک غیر معقول جانے مردود کہکر مجتہد بن سکتا ہے ۔ فقہا کی ان مسائل کے بیان کرنے سے
یہ غرض نہین کہ چوپایہ و مردہ کے ساتھ جماع مباح ہے بلکہ ایسا کرنیوالا سخت گنہگار ہو کر تعزیر کا مستوجب ہے چنانچہ اسکا
اونہون نے اپنے اپنے موقع پر بیان کر دیا ہے یہان صرف یہ جتایا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار ایسا کر بیٹھے اور اسکو انزال نہو تو اسکا
روزہ نہین ٹوٹتا کیونکہ مردہ و بہیمہ کا فرج عادتاً غیر مشتہی محل ہے اور جماع دخول الفرج فی فرج المشتہی کا نام ہے جیسا کہ شامی
مین لکھا ہے اور وہ یہان واقع نہین ہوا اسیطرح مشت زنی اور تفخیذ مین مباشرت فرج کی غیر فرج مین ہے پس ایسی
صورتون مین بغیر انزال کے جو معنًا جماع ہے روزہ نہین ٹوٹتا اور انزال ہونے پر اسلئے صرف قضا ہے اور کفارہ نہین
کہ قضاء شہوت ناقص طور پر ہوئی ہے چنانچہ قاضیخان مین ہی اسکے آگے یہ صاف لکھا ہے لوجود قضاء الشہوۃ بصفۃ
النقصان انتہی **قولہ** فتاوی قاضیخان کے صفحہ ۱۰۱ مین لکھا ہے کہ جبکہ سوئی ہوئی اور مجنونہ عورت سے صحبت کرے انکا
خاوند تو ان دونون پر روزہ کی قضا ہے نہ کفارہ اور کہا زفر نے کہ نہین روزہ ٹوٹتا ان دونون کا **جواب** جب سوئی ہوئی
اور مجنونہ عورت کو یہ خبر ہی نہین کہ اوس سے جماع کیا گیا ہے تو پھر اوس پر کفارہ کیسا ہان اگر مرد وطی کنندہ کی نسبت یہ کہا
جاتا کہ اوس پر قضا ہے نہ کفارہ تو البتہ جائے اعتراض تھی حالانکہ اوس پر قضا و کفارہ دونون ہین چنانچہ شامی مین
لکھا ہے واما الواطی فعلیہ القضاء والکفارۃ انتہی اور امام زفر نے جو کہا کہ ان عورتون کا روزہ نہین ٹوٹتا
کچھ بیجا نہین کہا بلکہ مقتضی قیاس بھی یہی ہے کہ اونکا روزہ نہ ٹوٹے کیونکہ عمداً جماع نہین کرایا چنانچہ امام زفر کی یہی دلیل ہے
جسکو قاضیخان نے بالفاظ لانعدام معنی النسیان بیان کیا ہے بلکہ امام زفر کے قول پر اعتراض کرنا گویا آپکا اپنے رسالہ فتح المغیث کا
مردود کہنا ہے کیونکہ اوسکے صفحہ ۱۰۰ مین لکھا ہے کہ جاتا رہتا ہے روزہ کہانے پینے صحبت کرنے سے جان بوجھکر انتہی ۔ افسوس ایسی بھی

٩٤ دیکھو جلد ثانی صفحہ ۱۰۰

٩٥ جلد دوم صفحہ ۱۰۲

دنیا میں جو نا ارگ ہین جنکو اپنے گہر کی خبر نہین اور وہ شیعہ اور ون پر طعن کرتے ہین سو توبہ ہی فلانی کیت چون
کر دوسرا کہو تو بیت ۔ **قولہ** نمازۃ الاوطار کے صفحہ ۲۳۴ مین لکہا ہے حد نہین دیوے غیر مکلف کو زنا کر نیسے ساتھ عورت مکلفہ کے حد نہ
نہ مرد پر نہ عورت پر اور حد نہین اس عورت کو ساتھ زنا کر نیسے جسکو زنا کرنیکے واسطے مزدوری دی **جواب** ان مسلون مین
کوئی مخالفت حدیث کی نہین اگر ہو تو بیان کرو اور پہلے مسئلہ مین اسلئے حد نہین کہ زنا کی سا مین مردکا فعل ہی اور عورت
اسکے تابع ہو اور جب مرد پر سو بسبب غیر مکلف شرعی ہونیکے حد ساقط ہو گئی تو تابع کے حق مین خود بخود ساقط ہو گئی جیسا کہ شامی
مین لکہا ہو اور عورت پر سے حد کے ساقط ہونے سے یہ ہرگز لازم نہین آتا کہ وہ گنہگار بہی نہوئی بلکہ گنہگار ہو کر مستوجب تعزیر ہی
اور دوسرے مسئلہ مین اسلئے حد نہین کہ اجارہ ہے صورت عقد کی پیدا ہو کر شبہہ پڑ گیا لیکن تعزیر دونوکو دیجاویگی چنانچہ مستخلص
مین لکہا ہو ان صورۃ العقد اورث شبہۃ فیسقط بہ الحد لکنہ یعزر لانہ ارتکب جرما انتہی **قولہ** کنز کے صفحہ ۱۰
مین لکہا ہو کہ کتے کو اپنے ساتھ اوٹہا کر (یعنی بغل مین دبا کر نماز پڑہنی درست ہی) **جواب** یہ مسئلہ مختلف فیہ ہی جو فقہا کہ
نجس عین خیال نہین کرتے وہ تو درست سمجہتے ہین اور جو نجس جانتے ہین نادرست کہتے ہین اور درست کہنے
والے بہی صرف اوسی حالت مین جواز کے قائل ہین کہ جب کتے کا مونہہ بندہا ہوا ہو اور اسکے منہہ کا لعاب جو پلید ہی کپڑے کو
نہ لگتا ہو چنانچہ شامی مین مفصل لکہا ہی لیکن ایسے واقعات شاذ و نادر ہی وقوع مین آتے ہین اور فقہا رحمہم اللہ علیہم
نے قواعد فقہیہ کے مطابق تخراج کر کے اسلئے انکو کتابون مین لکہدیا ہی کہ بالفرض والتقدیر اگر کبہی ایسا وقوع مین آجاوی
تو لوگ حیران نہون اور لکہا لکہایا مسئلہ کتاب مین دیکہہ لین آپکا انکو مردود کہنا اوسوقت مناسب تہا کہ جب آپ انکو
کسی آیت قرآنیہ یا حدیث یا قول صحابہ و تابعین کے مخالف ثابت کرتے اور اوسوقت جواب بہی ترکی بہ ترکی سن لیتے
لیکن آپ کو واضح ہے کہ فقہ حنفیہ کے مسائل ایسے ادلہ پر مبنی نہین ہین کہ آپ جیسے تیرہوین صدی کے اردو ترجمہ
خوان اونمین کوئی نقص نکالکر انکو مردود کہہ سکین یہان تو مذاہب اربعہ کے بڑے بڑے فقہا وارکان دین کے
عقول حیران ہین اور اونکو مثل سد سکندری کے مستحکم و مضبوط جانتے ہین چنانچہ عارف نامی صاحب میزان شعرانی
باوجود مالکی مذہب ہونے کی اپنی میزان کے صفحہ ۶۹ مین لکہتے ہین لو انصف المقلدون للامام مالک والامام
الشافعی لم یضعف احد منہم قولا من اقوال الامام ابی حنیفۃ ؒ اگر امام مالک وامام شافعی کے مقلد
انصاف کرین تو کسی قول کو اقوال امام ابوحنیفہ سے ضعیف نہ کہین ۔ پہر صفحہ ۷۰ مین لکہتے ہین وقد تتبعت
بحمد اللہ اقوالہ واقوال اصحابہ لما الفت کتاب ادلۃ المذاہب فلم اجد قولا من اقوالہ او اقوال
اتباعہ الا وہو مستند الی آیۃ او حدیث او اثر او الی مفہوم ذلک او حدیث ضعیف کثرت طرقہ

جلد ثالث صفحہ ۱۰۱

حاشیہ شرح سلطان صفحہ ۱۶۸

دیکہو جلد اول صفحہ ۱۱۷

اوالی قیاس صحیح علی اصل صحیح فمن اراد الوقوف علی ذلک فلیطالع کتابی المذکور انتہی - یعنے
جب مینے کتاب ادلۃ المذاہب تالیف کی تو امام ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب کے اقوال کی پیروی کی اور نہ پایا
کسی قول کو اونکے اور اونکے اصحاب کے اقوال سے مگر یہ کہ وہ مستند تہا آیت یا حدیث یا اثر یا انکے مفہوم یا حدیث
ضعیف کثیر الطرق یا قیاس صحیح سے اصل صحیح پر پس جو شخص اسپر واقف ہونا چاہے وہ میری کتاب مذکور کو
مطالعہ کرے - پہر اسی کتاب کے صفحہ ۵ مین لکہتے ہین وانہ ما طعن احد فی قول من اقوالہم الا لجہلہ بہا اما
من حیث دلیلہ واما من حیث دقۃ مدارکہ علیہ لاسیما الامام اعظم ابوحنیفۃ النعمان
بن ثابت رضی اللہ عنہ اجمع السلف والخلف علی کثرۃ علمہ وورعہ وعبادتہ ودقۃ مدارکہ
واستنباطاتہ یعنے تحقیق کسی نے طعن نہین کیا کسی قول مین اونکے اقوال سے مگر بسبب جہل کے اوسکے
ساتہ یا تو دلیل کے رو سے یا اوسکے دقیق مدارک سے خاصکر قول امام اعظم ابوحنیفہ رح پر جو امام حنیفہ جو سلف
وخلف نے اونکی کثرت علم وورع وعبادت اور دقت مدارک واستنباطات پر اجماع کیا ہے حضرت شیخ احمد سرہندی
مجدد الف ثانی نے مکتوبات جلد دوم کے مکتوب ۵۵ کے صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ مین لکہتے ہین مثل روح اللہ مثل امام اعظم کوفی
است کہ ببرکت ورع وتقوی ودولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد واستنباط یافتہ است کہ دیگران در فہم
آن عاجزاند ومجتہدات اورا بواسطہ دقت معانی مخالف کتاب وسنت دانند واورا واصحاب اورا اصحاب الرای پندارند کل ذلک
لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ ودرایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراستہ مگر امام شافعی رح شمہ از فقاہت او علیہ الرضوان
دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ فی الفقہ بے شائبہ تکلف وتعصب گفتہ میشود کہ نورانیت مذہب
حنفی بنظر کشفی در رنگ دریاے عظیم مے نماید وسائر مذاہب برنگ حیاض وجداول نظر مے آید نقصان چند حادیث یاد گرفتہ
اند واحکام شرعیہ را در ان منحصر ساختہ ما ورای معلوم خود را نفی مینمایند ہرانکہ مے کند در رنگ نہانست - زمین و آسمان او ہمانست
دانی ہزار وا ای از تعصبہای بارد ایشان و از نظرہای فاسد ایشان بانی فقہ ابوحنیفہ است وسہ حصہ فقہ او مسلم داشتہ اند ودر ربع
باقی ہم شرکت دارند ودر فقہ صاحب خانہ اوست ودیگران ہمہ عیال وی اند انتہی - اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے
رسالہ فیوض الحرمین مین لکہا ہے عرفنی رسول اللہ ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق
بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ انتہی یعنے معلوم کروایا مجکو رسول خدا
نے کہ مذہب حنفی مذہب پسندیدہ ہے وہ موافق تر ہے اور مذاہب سے سنت معروفہ کے ساتہ جو جمع اور پختہ ہوئی زمانہ بخاری
اور اونکے اصحاب مین - دراسات اللبیب کے صفحہ ۲۶۳ مین لکہا ہے وقد قال عروس العارفین عثمان ابن

علی الجلابی المعروف بالہجویری فی کشف المحجوب ان معاذ الرازی رای النبی صلعم فقال
این اطلبک یا رسول اللہ قال عند فقہ ابیحنیفۃ رح انتہی۔ یعنے حضرت داتا گنج بخش صاحب
کشف المحجوب مین لکھتے ہین کہ تحقیق معاذ رازی نے دیکھا آنحضرتؐ کو پس عرض کیا کہ آپکو کہان ڈھونڈون
آپ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کی فقہ کے پاس صاحب میزان الشعرانی اپنی کتاب کے صفحہ ۰۰ مین اُس
شخص کی تردید مین جسنے امام فخر الدین رازی کی کتاب سے کچھ اعتراض امام ابوحنیفہؒ پر جمع کئے تھے
اسطرح تحریر فرماتے ہین فقلت لہ ان الفخر الرازی بالنسبۃ الی الامام ابی حنیفۃ کطالب
العلم او کاحاد الرعیۃ مع السلطان الاعظم او کاحاد النجوم مع الشمس وکما حرم العلماء
علی الرعیۃ الطعن علی امامہم الاعظم الا بدلیل واضح کالشمس فکذلک یحرم علی
المقلدین الاعتراض والطعن علی ائمتہم فی الدین الا بنص واضح لا یحتمل التاویل انتہی
یعنے مینے اُسکو کہا کہ امام فخر الدین رازی بہ نسبت امام ابوحنیفہ رح کے مثل ایک طالب علم کی ہے یا
اوسکو ایسی نسبت ہے جیسے ایک بڑے بادشاہ کے ساتھ رعایا مین سے کسی شخص کو یا ایک ستارہ کو
سورج کے ساتھ اور جسطرح علمأ نے رعیت کو اپنے بادشاہون پر بغیر دلیل سورج جیسے روشن کو طعن کرنا حرام
کیا ہے اسیطرح مقلدین پر بغیر نص روشن غیر محتمل تاویل کے اپنے ائمہ دین پر اعتراض وطعن کرنا حرام کیا ہے
اسیطرح اور بہت سے علمأ کرام نے امام ابوحنیفہؒ اور اونکی فقہ کی توثیق مین دفتر کے دفتر لکھے ہین جسکو اونکا شمار
دیکھنا مطلوب ہو میری کتاب حدائق الحنفیہ سے جو عنقریب چھپنے والی ہے دیکھ لے۔ پس یہان غور کرنا چاہئے کہ
جب بقول عارف شعرانی امام فخر الدین رازی جیسے شخص کو جو اپنے زمانہ کے امام اجل گذرے ہین امام ہمام ابوحنیفہ
کے آگے ایک ادنے طالب علم جیسی حیثیت ہے تو آپ اُردو ترجمہ خوان کس قطار وشمار مین ہین بقول مشہور کیا
پدّی اور کیا پدّی کا شوربا۔ یہ آپ اچھی طرح سے سمجھ رکھین کہ زبان درازی سے فقہ حنفیہ کا تو کچھ نہ بگڑیگا
صرف آپ ہی ٹکرین مار مار کر رہ جائینگے ؎ یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ اشفق علی الرأس لا
تشفق علی الجبل ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوہاب تمت

اطلاع چونکہ حسب قانون بست ۱۸۴۷ء اس رسالہ کے حق تصنیف کی اجازت عبدالعزیز کو ہے اسلئے بغیر اجازت
مصنف کے کوئی صاحب اسکے طبع کرانے کی مبادرت نکرے۔